عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
مارچ 2005ء
شمارہ نمبر ۱ .... جلد نمبر ۳۹/۹

سرحد اسمبلی زندہ باد

مذہبی خانہ کیلئے کمیٹی کا قیام کیوں؟

سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت

امت کی بقاء اور عقیدہ ختم نبوت

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی کا وصال

www.khatm-e-nubuwwat.com

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر۱ .... جلد نمبر ۹/۳۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا ڈاکٹر عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲ فیکس:۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود — مطبع: تشکیل نو پریس ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

سرحد اسمبلی زندہ باد	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

مذہبی خانہ کے لئے کمیٹی کا قیام کیوں	صاحبزادہ طارق محمود	4
سیدنا حضرت عثمان غنیؓ	مفتی محمد بن جمیل	7
سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت	صاحبزادہ طارق محمود	11
محرم الحرام...سال نو کا آغاز	مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ	19
امت کی بقاء اور عقیدہ ختم نبوت	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	24

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	33
حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ	مولانا اللہ وسایا	41
زندہ باد...حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ	مولانا اللہ وسایا	43
جناب قاری صفات محمد عثمانیؒ	مولانا اللہ وسایا	47
تذکرہ وتبصرہ	ادارہ	49
تفصیل رسائل وکتب مشمولہ جلد ہائے احتساب قادیانیت	ادارہ	51

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

سرحد اسمبلی زندہ باد!

3 فروری 2005ء کو سرحد کی صوبائی اسمبلی نے قرارداد منظور کی جس میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے۔ سرحد کی صوبائی اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کر کے اسلامیان وطن کے دل جیت لئے ہیں۔ 1974ء میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلے سفارش سرحد اسمبلی نے منظور کی تھی۔ حالیہ قرارداد کی منظوری سے سرحد اسمبلی نے اپنی شاندار روایات کو قائم رکھا ہے۔ اس پر سرحد اسمبلی کے معزز اراکین بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اسلامیان سرحد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ہر دینی تحریک میں بڑھ چڑھ کر نہ صرف حصہ لیا بلکہ اعزاز اولیت بھی حاصل کیا۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں اسلامیان وطن کی قومی اسمبلی سے باہر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اور قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی وکالت و نیابت کرنے والے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ اور یہ دونوں صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق' شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا عبدالقیوم پوپلزئیؒ بھی سرحد کے سپوت تھے۔ جنہوں نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ آج پاسپورٹ کے مسئلہ پر پورے ملک کی قیادت کا اعزاز بھی سرحد کے مجاہد عالم دین قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کو حاصل ہے۔ جو اسلامیان سرحد کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔ جمعیت علمائے اسلام سرحد کی پوری قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی' حضرت مولانا نورالحق نور' جناب نظام اللہ' محترم جناب حاجی عنایت گل اور دوسرے رہنما مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جن کی مساعی جمیلہ سے یہ قرارداد منظور ہوئی۔

وفاقی حکومت کے سربراہ جناب پرویز مشرف اس جمہوری قرارداد سے کیا اثر لیتے ہیں یا اسے بھی ہضم کر جاتے ہیں۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ جناب پرویز مشرف کی جمہوریت میں وردی کی حمایت کے لئے پنجاب اسمبلی کی قرارداد سے ان کے لئے استدلال جائز ہے تو سرحد اسمبلی کی قرارداد سے انحراف کا کوئی جواز ہے؟۔ اس وقت پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی میں واحد رکاوٹ جناب پرویز مشرف کی ذات گرامی ہے؟۔ حکمران جماعت کے سربراہ' وزیر اعظم' وفاقی وزیر مذہبی امور' وفاقی وزیر اطلاعات' پنجاب' سرحد' سندھ کے وزرائے اعلیٰ' سرحد صوبائی اسمبلی' ملتان' حیدرآباد اور بھکر کی ڈسٹرکٹ اسمبلیوں کی قراردادوں' ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے سربراہ اس پر متفق ہیں کہ پاسپورٹ میں خانہ مذہب کو بحال کیا جائے۔ لیکن صرف اور صرف جناب پرویز مشرف قادیانیوں کو خوش کرنے کے لئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

صاحبزادہ طارق محمود

مقالہ خصوصی

مذہبی خانہ کے لئے کمیٹی کا قیام کیوں...؟

5 جنوری 2005ء کو وفاقی کابینہ میں قومی پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے مسئلہ پر غور وخوض کے بعد وفاقی وزیر دفاع راؤ سکندر اقبال کی سربراہی میں ایک کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اس کمیٹی میں وفاقی وزیر تعلیم قاضی جاوید اختر' وفاقی وزیر ریلوے' وفاقی وزیر پٹرولیم وقدرتی وسائل امان اللہ خان اور وفاقی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ کمیٹی اپنی سفارشات وزیر اعظم شوکت عزیز کو پیش کرے گی اور یوں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔

7 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو پورے ملک میں یوم صدائے ختم نبوت منایا گیا۔ تمام اہم ضلعی صدر مقامات پر پریس کلبوں کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں اور عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی رکھنے والے مختلف مکاتب فکر کے علماء وزعماء نے ٹوکن مظاہرے کر کے حکومت کو انتباہ کیا ہے کہ اگر حکومت نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہ کیا تو ملک گیر سطح پر بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔ قبل ازیں 31 دسمبر 2004ء کو ملک بھر میں یوم ختم نبوت منایا گیا تھا۔

نئے قومی پاسپورٹ (ریڈ ایبل) میں مذہب کا خانہ اچانک ختم کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی قومی پاسپورٹ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے الفاظ بھی حذف کر دیئے گئے۔ اس اقدام کے بعد دینی ومذہبی حلقوں میں اضطراب کا پھیل جانا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک کی دینی وسیاسی قیادت سے رابطہ کر کے مذہبی شناخت کے خاتمہ کے مضمرات سے انہیں آگاہ کیا۔ 18 دسمبر کو اسلام آباد میں قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی سرپرستی میں اس مسئلہ پر غور وخوض کرنے کے لئے جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ دینی وسیاسی قیادت نے اعلیٰ ظرفی اور اخلاص کے ساتھ اس عزم کا اظہار کیا کہ یہ خالصتاً مذہبی مسئلہ ہے۔ اسے سیاست یا وردی کے ایشو کے ساتھ منسلک نہ کیا جائے۔ اس واضح یقین دہانی اور قائدین کے جذبہ خیر سگالی کے باوجود حکومت نے اس مسئلہ کے حل پر کوئی توجہ نہیں دی۔ حالیہ کمیٹی کا قیام 'ڈنگ ٹپاؤ'' پالیسی کا حصہ ہے۔ ماضی گواہ ہے کہ جن معاملات کو کھٹائی یا سرد خانے میں ڈالنا مقصود ہوا ان کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔ حکومت کی فراست کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مذہبی اور حساس مسئلہ میں وفاقی وزیر مذہبی امور کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور کمیٹی میں ریلوے' پٹرولیم وقدرتی وسائل' تعلیم اور

اطلاعات ونشریات ایسے وزراء کو شامل کیا گیا ہے۔ جس میں شیخ رشید احمد کے سوا کوئی وزیر اس مسئلہ کی نزاکت کو نہیں جانتا۔ اس مسئلہ کا تعلق نہ تو ریلوے کی زبوں حالی سے ہے' نہ قدرتی وسائل کے حصول سے' نہ بکھرے ہوئے نصاب تعلیم سے۔ رہا مسئلہ وزارت اطلاعات ونشریات کا تو حکومتی آبرو کے تحفظ کی ترجمانی میں ان کا ہر معاملہ میں شریک ہونا ضروری ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق ملک کے دفاعی امور سے بھی نہیں۔ گو یہ خالصتاً نظریاتی' دفاعی اور ناموس رسالت کے دفاع کا مسئلہ ہے۔ راؤ سکندر اقبال صاحب ''جہاں سے جہاں تک'' پہنچے ہیں وہ اس مسئلہ کی گہرائی کو جانچنے کی اہلیت اور مسئلہ کے حل کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ حکومت کی قائم کردہ کمیٹی چوں چوں کا مربہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ حکومت پارلیمنٹ میں موجود علماء اور حکومتی جماعت کے نمائندوں پر مشتمل کمیٹی تشکیل دیتی۔ گو ہمارے نزدیک اس طے شدہ مسئلہ پر غور وخوض کے لئے کسی کمیٹی کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کمیٹی کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی؟۔ کیا پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کے لئے معاملہ کسی کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا؟۔ جب مذہبی خانہ کے خاتمہ کے لئے کمیٹی کی ضرورت حکومت نے محسوس نہ کی تو اب اس کی بحالی کے لئے غیر موثر کمیٹی کی کیا ضرورت تھی؟۔ پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کے خاتمہ کے لئے کابینہ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ شاید کابینہ کو اس بات کا علم تک نہ ہوگا۔ اب خانہ کی بحالی کے ضمن میں کابینہ میں بحث وتمحیص کی کیا ضرورت تھی؟۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مذہب کا خانہ جس طرح ختم کیا گیا تھا وزیراعظم شوکت عزیز جرات مندی کے ساتھ اس کی بحالی کا اعلان بھی اسی طرح کر دیتے۔ پاسپورٹ سے مذہبی خانہ کے خاتمہ سے متعلق اگر وزیراعظم صاحب بھی لاعلم تھے تو انہیں سوچنا چاہئے کہ کونسی طاقت ایسے حساس معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لے کر فیصلے کرنے کی مجاز ہے؟۔ وفاقی وزیر داخلہ شیر پاؤ کے اس حوالہ سے دیئے گئے بیانات سے ان کی سطحی معلومات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سعودی پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وہاں کسی غیر مسلم کو پاسپورٹ جاری ہی نہیں کیا جاتا۔ رہا مسئلہ دیگر یورپی ممالک کا کہ وہاں کے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود نہیں۔ آنکھیں بند کر کے کسی کی تقلید کرنا کون سی دانشمندی ہے؟۔

ہمارے قومی پاسپورٹ میں مذہبی پہچان نظریہ ضرورت کے تحت ہے۔ پاکستان میں بسنے والی عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ اور پارسی اقلیتیں سبھی محب وطن اور ملکی آئین وقانون کا احترام کرنے والی ہیں۔ صرف قادیانی اقلیت ایسی ہے جس نے اقلیتی حقوق اور مراعات حاصل کرنے کے باوجود اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی جماعت نے 1974ء کی آئینی ترمیم جس کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا ابھی تک تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی قادیانی گروہ 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو مانتا ہے۔ اخبارات میں قادیانی جماعت کے شائع شدہ ماضی کے اشتہارات گواہ ہیں کہ انہوں نے ان تمام جمہوری' پارلیمانی اور عدلیہ کے فیصلوں کو اپنے عقائد اور ضمیر کے منافی قرار

دے کر قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ صریحاً آئین وقانون سے بغاوت ہے۔ یہ باغی اقلیت یہود وہنود سے روابط اور تعلقات رکھتی ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں ان کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ یہ باغی اقلیت اسرائیل اور بھارت سے یکساں دوستی رکھتی ہے۔ بھارت میں ان کا آبائی مرکز ہے تو اسرائیل میں ان کا مشن موجود ہے۔ حالانکہ اسرائیل میں کسی اسلامی مشن کا معمولی سا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔(Our Foreign Missions) مرزا مبارک احمد کی تحریر کردہ کتاب میں اس کی تمام تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اس وقت ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی عرب ممالک میں بطور اسرائیلی ایجنٹ ان کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا سالانہ اجتماع بھارت (قادیان) میں ہوتا ہے۔ بھارتی حکومت انہیں مکمل پروٹوکول دیتی ہے۔ ان کی آؤ بھگت میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑتی۔ اجمیر شریف آنے والے مسلمان زائرین کے ساتھ تو بھارتی حکومت ایسی مہمان نوازی کا مظاہرہ نہیں کرتی۔ آخر یہ باغی اقلیت بھارت اور اسرائیل کی منظور نظر کیوں ہے؟۔ کیا ایسی اسلام دشمن اور وطن دشمن باغی اقلیت کی مذہبی پہچان کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے اسلامی ممالک میں اگر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ بھی ہو تو انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ قادیانی گروہ کا اس وقت ہیڈ کوارٹر پاکستان میں ہے۔ اس لئے ان کی شناخت انتہائی ضروری ہے۔

قومی پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا خاتمہ یہودی اور صیہونی سازش ہے۔ قادیانیوں کو 1974ء میں غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ لیکن سعودی حکومت نے اس سے کہیں پہلے حرمین شریفین میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ یاد رہے کہ تمام غیرمسلموں کا حدود حرمین شریفین میں داخلہ ممنوع ہے۔ جب پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہوگا تو غیرمسلموں بالخصوص قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل ہونے سے کیونکر روکا جاسکے گا۔ نائن الیون کے بعد بین الاقوامی تبدیلیوں کے تناظر میں سعودی عرب کی تین حصوں میں تقسیم' شہنشاہیت کی جگہ جمہوریت سے متعلق تجزیاتی رپورٹیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ جس کے باعث دنیا بھر کے مسلمان تشویش میں مبتلا ہیں۔ مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ جیسے مقدس مقامات کے حوالے سے یہودی دعوے اور عزائم بھی ڈھکے چھپے نہیں۔ ان مخصوص حالات میں پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا خاتمہ خطرے کی علامت ہے۔ قادیانی گروہ کے لوگ ہی اسرائیل کے قابل اعتماد آلہ کار ہیں۔ سعودی عرب کی وحدت کے تحفظ کے لئے اور یہودی عزائم کو ناکام بنانے کے لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھی جائے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق قادیانیوں کو نئے پاسپورٹ بنوا کر سعودی عرب بھیجا جارہا ہے۔ یہ ٹولہ یقیناً گل کھلائے گا جس سے پاکستان کی رسوائی اور بدنامی ہوگی۔

مفتی محمد بن جمیل

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ!

شہید مظلوم' حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ ثالث اور حضرت عمرؓ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی شخصیت ہیں۔ آپ واقعہ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ مال دار اور بنوامیہ کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ شروع سے ہی سلیم الطبع تھے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی تمام برائیوں سے دور رہے۔ ۳۴ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ سب سے پہلے کاتب وحی تھے۔ چنانچہ جب باغیوں نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری تو فرمانے لگے کہ: ''یہ سب سے پہلا ہاتھ ہے۔ جس نے قرآن کریم کی کتابت کی تھی۔'' آپ دنیا کے پہلے شخص ہیں جن کے عقد میں یکے بعد دیگرے کسی نبی کی دو بیٹیاں آئیں اسی بنیاد پر حضرت عثمانؓ زمین و آسمان دونوں میں ذوالنورین (دونور والے) کے لقب سے موسوم ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ: ''(عثمانؓ کا کیا پوچھنا) وہ ایک ایسے شخص ہیں جو ملائے اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے جنت میں محل کی ضمانت دی ہے۔'' حیادار اتنے تھے کہ انسان تو انسان فرشتے بھی حضرت عثمان غنیؓ سے حیا کیا کرتے تھے۔ سخی اتنے کہ مسلمانوں کو جب بھی ضرورت پڑی دل کھول کر مال خرچ کیا۔ چاہے پانی کا مسئلہ ہو یا جنگی ساز و سامان کا' مسجد نبوی کی توسیع کا مسئلہ ہو یا مسلمانوں اور آپ ﷺ کی مدد کا' حضرت عثمانؓ ہمہ وقت پیش پیش رہے۔

حضرت عثمان بہت نرم طبیعت کے انسان تھے۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد مسند خلافت کے لئے ان کا انتخاب ہوا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے کام کو آگے بڑھایا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور اسلامی حکومت کی سرحدیں آرمینیا اور آذربائیجان سے ہوتی ہوئی کوہ قاف تک پھیل گئیں۔ بحری فتوحات کا آغاز بھی عہد عثمانی ہی میں ہوا اور آپ نے خطرات سے بے پرواہ ہو کر ایک عظیم الشان بحری بیڑا تیار کرایا اور قیصر روم کے پانچ سو جہازوں والے بیڑے کو شکست دینے کے ساتھ ساتھ جزیرہ قبرص پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔

حضرت عثمانؓ چونکہ نرم طبیعت کے مالک تھے اور لوگوں کے خلاف سختی آپ کے مزاج کے خلاف تھی اور دوسری طرف ساری توجہ اسلامی فتوحات کی طرف تھی۔ اس لئے سازشی عناصر کی طرف سے آپ کی توجہ ہٹ گئی۔ لہٰذا ان کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا اور آپ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا۔

اس تحریک کا سرغنہ عبداللہ بن سبا' یمن کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ جس نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ لیکن حقیقتاً وہ مسلمانوں اور اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے اندرونی طور پر خفیہ تحریک چلائی اور شریعت اسلامی کے

اصولوں اور عقائد کے سراسر منافی باتوں کی تشہیر کی اور مختلف علاقوں کا دورہ کر کے اسلام اور حضرت عثمانؓ کے خلاف باتیں پھیلائیں۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے خلفائے راشدینؓ کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اپنے مصنوعی زہد وتقویٰ کے جال میں سادہ لوح مسلمانوں کو دام فریب میں لے کر ان کے ذہنوں کو غلط عقائد سے زہر آلود کرنے لگا۔ اس نے مختلف علاقوں میں اپنی تحریک کے لئے ایسے لوگوں کو چنا جو کسی بھی حوالے سے حضرت عثمانؓ یا اسلام کے خلاف تھے اور ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ مصر اس کی تحریک کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس کے علاوہ اس نے باقی چار صوبوں کے دارالخلافوں یعنی مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق کا بھی دورہ کیا اور اپنی تحریک کی کامیابی کے لئے مختلف لوگوں کو استعمال کیا اور اپنے سازشی اور چالاک ذہن سے حضرت عثمانؓ کے خلاف غلط باتوں کی تشہیر کر کے عام مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ سے بددل کیا۔

مملکت اسلامیہ کے مختلف صوبوں میں سبائی اپنی تخریبی کارروائیاں تیز سے تیز تر کر رہے تھے اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے گورنروں کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈے میں مصروف تھے۔ ان کی جماعت مملکت اسلامیہ میں بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ لیکن ہر علاقے کے فسادیوں (سبائیوں) کا نقطہ نظر الگ الگ تھا۔ عبداللہ بن سباء نے اپنی چالاکی سے تمام جماعتوں کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خلاف متحد ومتفق کر دیا تھا۔

ان تمام حالات وواقعات اور فتنوں کی رپورٹ مدینہ طیبہ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو مل رہی تھی اور جن الزامات کی بنیاد پر یہ تحریک فتنہ بنی ہوئی تھی ان کے مدلل جوابات بھی آپ کے پاس تھے۔ لیکن آپ اپنی بصیرت سے یہ بات دیکھ رہے تھے کہ اس آگ کو اب بجھانا بہت مشکل ہے۔ آپ نے اس فتنے اور بغاوت کو ختم کرنے کی آخری کوشش کی اور تمام گورنروں کی ایک مجلس منعقد کی۔ تاکہ اس فتنے کی سرکوبی کے لئے کچھ کیا جائے۔ یہ مجلس دو تین دن جاری رہی۔ لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا۔ گورنر کوفہ حضرت سعید بن العاصؓ بھی چونکہ اس مجلس کے لئے مدینہ طیبہ آئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے کوفے میں فسادیوں (سبائیوں) نے فیصلہ کیا کہ ہم گورنر کوفہ حضرت سعید بن العاصؓ کو واپس کوفہ نہیں آنے دیں گے اور اس مقصد کے لئے تلوار کے استعمال سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ حضرت سعید بن العاصؓ نے حالات کی نزاکت دیکھتے ہوئے امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ آپ میری جگہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کو کوفے کا گورنر بنادیں تو حضرت عثمانؓ نے ان کی اس بات کو مان کر حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کو کوفے کا گورنر بنادیا۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کے گورنر کوفہ بننے کے بعد فسادیوں کے پاس فساد کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہی تو عبداللہ بن سباء کے مشورے سے تقریباً پانچ سو فسادی (سبائی) مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ طیبہ کے قریب ایک گاؤں جحفہ میں آ کر ٹھہرے۔ مقصد یہ تھا کہ مدینے جا کر امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر اعتراضات کی

بوچھاڑ کردیں اور اپنے ناجائز مطالبات منوائیں۔ حضرت عثمانؓ نے مفاہمت اور ان فسادیوں کو سمجھانے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ان کی طرف بھیجا۔ لیکن انہوں نے حضرت علیؓ کی بات نہیں مانی۔ پھر امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے تمام فسادیوں کو مسجد نبوی میں بلا کر تمام اہلیان مدینہ کے سامنے ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے تو اہلیان مدینہ نے کہا کہ ان فسادیوں کو قتل کردیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے اس بات کو نہیں مانا اور وہ تمام فسادی دوبارہ آنے کا کہہ کر (ڈر کر) واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن سبا، فسادیوں (سبائیوں) کے اس طرح واپس آنے سے بڑا مایوس ہوا اور اس نے ایک منصوبہ بنایا کہ ہر صوبے کے فسادی (سبائی) مدینے کے نواح میں اکٹھے ہوں اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی معزولی کا مطالبہ کریں۔ چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہر صوبے سے چار چار گروہ چار امراء کی سرکردگی میں نکلے اور ظاہر یہ کیا کہ ہم حج کے لئے جارہے ہیں۔ یہ تمام گروہ مدینے سے کچھ فاصلے پر رک گئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ اہلیان مدینہ لڑنے کے لئے تیار ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف امیر المومنین کی معزولی چاہتے ہیں۔ ہمیں صرف مدینے میں داخلے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن یہ لوگ اپنے مطالبے پر اڑے رہے۔ آخر کار حضرت علی کرم اللہ وجہ چند صحابہ کرامؓ کو لے کر مفاہمت کے لئے آئے اور ان باغیوں کو بہت سمجھایا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانے۔ لیکن جب باغیوں پر دباؤ پڑا تو انہوں نے یقین دلایا کہ ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ واپس نہیں گئے۔ صحابہ کرامؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صحابہ کرامؓ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے قصر خلافت میں جمع ہوگئے۔ جبکہ کچھ باغی حضرت عثمانؓ کے گھر کی طرف چلے گئے اور کچھ نے مدینے کا محاصرہ کرلیا۔ آخر کار باغیوں نے حضرت عثمانؓ سے خلافت سے معزولی کا مطالبہ کیا۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اس سے انکار کردیا اور فرمایا کہ: ''جب تک مجھ میں آخری سانس باقی ہے۔ میں اس قمیص (خلافت) کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں اتاروں گا اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق اپنی زندگی کے آخری لمحے تک صبر سے کام لوں گا۔''

حضرت عثمانؓ کے انکار پر باغیوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا جو کہ چالیس روز تک جاری رہا۔ اس عرصے میں اندر پانی تک پہنچنا جرم تھا۔ کبھی کبھی سامان رسد پڑوسی سے پہنچ جاتا تھا۔ باغیوں کی جرات اتنی بڑھ گئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ تک کی نہیں سنی گئی اور ان کی توہین کی گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرت عثمانؓ سے ملنے نہیں دیا گیا۔ بہت سارے صحابہ کرامؓ حج کے لئے تشریف لے جاچکے تھے۔ کبار صحابہ کرامؓ حضرت علیؓ وحضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اپنے صاحبزادوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیج دیا۔ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیر دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے باغیوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔لیکن وہ نہیں مانے۔ جاں نثاروں نے آ کر کہا کہ آپ حکم دیں۔ ہم ان سے لڑتے ہیں۔لیکن حضرت عثمانؓ نے ان کو لڑنے سے روک دیا اور فرمایا کہ: ''میں وہ پہلا خلیفہ بننا نہیں چاہتا جو کہ امت محمدیہ میں خون ریزی کرے۔''

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق یقین تھا کہ شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ جس دن شہادت ہوئی جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ آپ روزے سے تھے۔ خواب میں حضرت عثمانؓ کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ: ''اے عثمانؓ! جلدی کرو۔ ہم افطار میں تمہارے منتظر ہیں۔'' پھر پاجامہ جس کو کبھی نہیں پہنا تھا منگوا کر پہنا اور اپنے بیس غلاموں کو آزاد کر کے تلاوت میں مصروف ہو گئے۔

باغیوں نے جب یہ دیکھا کہ سامنے کے دروازہ پر صحابہ کرامؓ کا پہرہ ہے تو وہ عقبی دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہو گئے۔ پہرے داروں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ دیوار پھاندنے والوں میں محمد بن ابی بکر پیش پیش تھا۔ اس کے ساتھ کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تلاوت میں مصروف ہیں تو محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی مبارک پکڑ کر جھٹکے دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ: ''اے بھتیجے! اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا۔'' یہ سننا تھا کہ محمد بن ابی بکر نادم ہو کر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد کنانہ بن بشر نے حضرت عثمانؓ کی پیشانی پر اس زور سے لوہے کی لٹھ ماری کہ سیدنا عثمانؓ پہلو کے بل گر پڑے اور خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ آپ کی زبان سے: ''بسم اللہ توکلت علی اللہ'' کے الفاظ نکلے۔ اس کے بعد عمرو ابن الحمق نے آپ کے سینے پر چڑھ کر نیزے کے نو وار کئے۔ پھر سودان بن حمران نے آگے بڑھ کر داماد رسول ﷺ وامیر المومنین سیدنا حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کی مظلومانہ شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو جمعۃ المبارک کے دن عصر کے وقت ہوئی۔ صحابہ کرامؓ میں صف ماتم بچھ گئی۔ بہت سے صحابہ کرامؓ ہوش وحواس کھو بیٹھے جس کی وجہ سے تجہیز وتکفین کے عمل میں تاخیر ہوئی اور سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ کو ہفتے کے روز مغرب اور عشاء کے درمیان جنت البقیع کے مشرق میں حش کوکب میں دفن کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ سیدنا حضرت زبیرؓ نے پڑھائی۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ کی مظلومانہ شہادت سے امت محمدیہ کا نقصان ہوا اور فتنہ وفساد کا ایک دروازہ کھل گیا جو قیامت تک بند نہیں ہو سکے گا۔ لیکن جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔ ان کا انجام بھی اچھا نہیں ہوا اور تمام قاتلین عثمانؓ عبرت ناک انداز میں مارے گئے۔

صاحبزادہ طارق محمود

سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت!

حضرات محترم! سیدنا حضرت امام حسینؓ کے فضائل ومناقب سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ فخر دو عالمﷺ کے لاڈلے چہیتے اور محبوب نواسے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کے لخت جگر اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے نور نظر کی حیثیت سے حضرت امام حسینؓ جناب رسالت مآبﷺ کی خصوصی محبت وشفقت کا مرکز اور محور ہیں۔

✪ حسینؓ ...... گلشن نبوت کی بہار ہیں۔	✪ حسینؓ ...... آل محمدﷺ کے تاجدار ہیں۔
✪ حسینؓ ...... دوش نبوت کے شاہسوار ہیں۔	✪ حسینؓ ...... امت مصطفیٰﷺ کے دلدار ہیں۔
✪ حسینؓ ...... جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔	✪ حسینؓ ...... علی المرتضیٰؓ کے دل کا قرار ہیں۔
✪ حسینؓ ...... عثمان غنیؓ کے پہرے دار ہیں۔	✪ حسینؓ ...... جسم نبوت کی یادگار ہیں۔
✪ حسینؓ ...... عزم وہمت کی تلوار ہیں۔	✪ حسینؓ ...... دین کا مطلع انوار ہیں۔

خواب یا حقیقت

حضرت ام فضلؓ آنحضرتﷺ کی چچی ایک مرتبہ گھبرائی ہوئی آپﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں۔ عرض کی کہ آقاﷺ میں نے ایک بڑا بھیانک خواب دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں فاطمہؓ کے جسم سے کٹا ہوا گوشت کا ٹکڑا آپﷺ کی گود مبارک میں رکھا دیکھا ہے۔ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا! چچی'' رائیت خیراً۔ ''تو نے اچھا خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری فاطمہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ ایک دن سرکار دو عالمﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے ہاں بیٹے کی ولادت کی اطلاع ملی۔ آپﷺ فوراً ان کے گھر پہنچے۔ حضرت ام فضلؓ نے کپڑے میں لپٹے ہوئے معصوم چاند جیسے حسینؓ کو آنحضرتﷺ کی گود مبارک میں رکھ دیا۔ سرکار دو عالمﷺ نے چچی کو مخاطب کر کے فرمایا! چچی یہ آپ کے اس خواب کی تعبیر ہے جو آپ نے کچھ مدت پہلے دیکھا تھا۔ سرکار دوجہاںﷺ نے اپنے نواسہ کو پیار کیا۔ پھر آپﷺ نے گھٹی دی۔ سیدنا حسینؓ کتنے خوش نصیب تھے کہ گھٹی کے طور پر آپ کے منہ میں جانے والی پہلی قیمتی چیز نبوت کا لعاب دہن تھا۔ جناب رسالتﷺ نے حضرت حسینؓ کے ایک کان میں آذان اور دوسرے کان میں تکبیر فرمائی۔ سیدنا حسینؓ کی عظمت اور شان دیکھئے کہ دنیا میں آکر حسینؓ کے کانوں نے سب سے پہلے صدائے نبوت کو سنا۔ گویا کان حسینؓ کے تھے زبان نبی کی تھی اور نام اللہ کا تھا۔ جس کے کانوں میں کملی والے نے آذان دی ہو۔ اس کی نماز کس طرح قضا ہوسکتی ہے؟ سیدنا حسینؓ نے تلواروں کی چھاؤں اور تیروں کی بارش میں نماز عشق ادا کر کے اپنے ناناﷺ کی دی ہوئی آذان کی لاج رکھ لی۔

حضرت ام فضلؓ کا بیان ہے کہ اپنے نومولود نواسہ کو دیکھ کر سرکار دو عالمﷺ اتنے خوش تھے کہ چہرہ اقدس مسرت وانبساط سے دمک اٹھا تھا۔ آپﷺ بار بار حضرت حسینؓ کو چومتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔ اچانک میں دیکھتی ہوں کہ رحمت دو عالمﷺ کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔ یہاں تک کہ آپﷺ کا چہرہ مبارک اشکبار ہوگیا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ یہ کیا معاملہ ہے۔ تھوڑی دیر پہلے آپﷺ خوشی سے مسکراہٹیں بکھیر رہے تھے اور اب آپﷺ رو رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے نواسہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ لیکن اب میدان کارزار کا نقشہ سامنے آ گیا ہے۔ میرے نواسہ کو میری امت کے لوگ شہید کریں گے۔

حضرت امام حسینؓ سے محبت

آنحضرتﷺ کو اپنے دونوں نواسوں سے بہت پیار تھا۔ ایک صحابی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ آپﷺ حضرت حسینؓ کے ہاتھوں کو پکڑے کھڑے تھے۔ حضرت حسینؓ کے پاؤں آپﷺ کے پاؤں مبارک پر تھے۔ سرکار دو جہاںﷺ نے حضرت حسینؓ کو اوپر کی طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ حضرت حسینؓ کے ننھے منے قدم آپﷺ کے سینہ مبارک تک آ گئے۔ پھر سرکار دو عالمﷺ نے حضرت حسینؓ کو چوما اور ان کے لبوں پر اپنے پیارے لب رکھ کر فرمایا کہ: ''پروردگار عالم یہ مجھے عزیز ہے۔ تو اسے عزیز رکھ۔''

ایک مرتبہ جناب رسالت مآبﷺ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ ادھر حسنؓ و حسینؓ ننھے منے بچے جو ابھی بہت چھوٹے تھے مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ دونوں شہزادے کبھی گرتے اور کبھی اٹھ کھڑے ہوتے۔ سرکار دو جہاںﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کو اس طرح گرتے پڑتے دیکھا تو خطبہ روک دیا اور منبر سے اتر آئے۔ دونوں شہزادوں کو اٹھایا چوما پھر اپنے پاس لے آئے اور صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

''انما اموالکم واولادکم فتنه · ''﴿حسنؓ و حسینؓ میرے دل کے ٹکڑے ہیں۔ انہیں اس طرح گرتے دیکھ کر میں برداشت نہ کر سکا۔﴾

اسی طرح ایک مرتبہ آنحضرتﷺ مسجد نبوی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ حضرت حسینؓ کھیلتے ہوئے مسجد میں آ گئے اور آپﷺ کی پشت مبارک پر بیٹھ گئے۔ واہ حسینؓ تیری شان۔ نبیﷺ نے نماز لمبی کر دی اور سجدہ طویل کر دیا کہ کہیں گر کر حسینؓ کو چوٹ نہ لگ جائے۔ ایک مرتبہ حضرت حسینؓ آنحضرتﷺ کے کندھوں پر سوار تھے کہ سامنے سے حضرت عمرؓ آ گئے۔ آپ نے دیکھتے ہی کہا کہ: ''نعم الراکب · ''﴿کتنی اچھی سواری ہے۔﴾ آپﷺ نے جواب دیا کہ عمرؓ! یہ تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔ سواری بھی لاجواب تھی اور سوار بھی لاجواب تھا۔

اہل بیت کا اعزاز

حضرت سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کے لئے جب آیات قرآنی نازل ہوئیں تو سرکار دو جہاںﷺ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو لے کر میدان میں نکلے اور فرمایا

کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ گھر کے صحن میں کملی اوڑھے کھڑے تھے کہ حضرت حسنؓ باہر سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں کملی میں لے لیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو اپنی چادر میں لے لیا۔ جب حضرت حسینؓ آئے تو انہیں بھی کملی میں لے لیا اور پھر فرمایا کہ پروردگار عالم! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میرے مددگار ہیں۔ انہیں نجاست سے اسی طرح پاک رکھیو جس طرح رکھنے کا حق ہوتا ہے۔ سرکار دوجہاں ﷺ نے اہل بیت کو مختلف اعزاز دیئے۔

حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ: ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔'' حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا کہ: ''یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔'' اسی طرح اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بھی جنت میں نوجوانوں کا سردار قرار دیا۔ حضرت حسینؓ کو شاندار اعزاز دیا کہ: ''الحسین منی وانا من الحسین۔'' ﴿حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔﴾

بنیادی اختلاف

حضرت معاویہؓ کے بعد یزید تخت نشین ہوا تو حضرت حسینؓ نے اسے اس اعلیٰ منصب کا اہل نہ سمجھا۔ حضرت حسینؓ اور یزید کے درمیان اختلاف حکومت یا خلافت کا نہ تھا۔ بلکہ اسلام کے نام پر حاصل کی گئی حکومت میں اسلامی حدود کو توڑنے اور اسلامی تعلیمات سے روگردانی اختلاف کی اصل بنیاد تھی۔ اس لئے حضرت امام عالی مقام اپنے اصولی موقف پر ڈٹ گئے۔ یزید نے حضرت حسینؓ کو رام کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا۔ لیکن نہ ہی حضرت حسینؓ کے موقف میں تبدیلی آئی اور نہ ہی حضرت حسینؓ کے پائے ثبات میں لغزش آئی۔ حضرت حسینؓ نے حق وصداقت کا بول بالا کرنے کے لئے اپنے سمیت سارے خاندان کی بیش بہا قربانی پیش کی۔ آپ نے باطل کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی اہل باطل کے سامنے جھکنے کا نام لیا۔

مسلم بن عقیل حضرت حسینؓ کا وکیل

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ دوسری طرف اہل کوفہ نے خطوط کے ذریعہ آپ کو وہاں آنے کی دعوت دی۔ آپ کے عزیز واقارب دوستوں اور رشتہ داروں نے آپ کو وہاں نہ جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے وہاں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے جذباتی ہو کر کہا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ میرے کہنے پر رک جائیں گے تو میں آپ کے سر کے بالوں کو پکڑ کر آپ کو روکتا۔ لیکن آپ رکنے والے نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ کوفہ والے بے وفا اور دغاباز لوگ ہیں۔ چنانچہ باہمی مشورہ کے بعد حضرت مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر آپ کو آگاہ کریں۔

حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ پہنچے تو آپ کا شایان شان استقبال کیا گیا۔ کوفیوں نے دیدہ ودل فرش راہ

کئے۔ ہر طرف سے خوش آمدید اور تحسین کی گئی۔ ہزاروں کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کوفیوں کا جذبہ اور جوش وخروش دیکھ کر آپ نے حضرت امام حسینؓ کو پیغام بھیجا کہ یہاں کی فضا سازگار ہے۔ اس لئے آپ تشریف لے آئیں۔ دوسری طرف ابن زیاد کو بصرہ سے تبدیل کر کے کوفہ کا گورنر بنایا گیا۔ ابن زیاد بڑا ہوشیار اور مکار گورنر تھا۔ وہ حجازی لباس میں مکہ والے راستہ سے ڈرامائی انداز میں مغرب اور عشاء کے درمیان کوفہ میں داخل ہوا۔ مشہور کر دیا کہ حضرت امام حسینؓ آ گئے۔ ابن زیاد نے چہرے پر نقاب پہن رکھا تھا۔ یہ نقاب اترتے ہی کوفیوں کے چہرے اتر گئے۔ ہر طرف خوف وہراس پھیل گیا۔ ابن زیاد بڑا ظالم اور جابر حکمران تھا۔ مسلم بن عقیلؒ کی راہوں میں آنکھیں بچھانے والے اب آنکھیں چرانے لگے۔ مسلم بن عقیلؒ کی گرفتاری کا اعلان ہو گیا اور انہیں پناہ دینے والے کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ حضرت مسلم بن عقیلؒ تنہا رہ گئے۔ حضرت ہانیؒ نے ان حالات میں آپ کو اپنے ہاں چھپالیا۔ قاصد کے لباس میں سرکاری جاسوس حضرت ہانیؒ کے پاس پہنچا جس نے ابن زیاد کو آپ کی موجودگی کی اطلاع کر دی۔ دوسرے روز علی الصبح حضرت ہانیؒ گرفتار کر لئے گئے۔ ابن زیاد کے دربار میں پیش کئے گئے۔ ابن زیاد نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب بھی آپ کی جان بچائی جا سکتی ہے۔ اگر آپ مسلم بن عقیلؒ کو ہمارے حوالے کر دیں۔ حضرت ہانیؒ نے جرات سے جواب دیا کہ میرے جیسی ہزاروں جانیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ لیکن گلستان نبوت کا پھول تمہارے ہاتھ نہیں دیا جا سکتا۔ ابن زیاد بھڑک اٹھا۔ جلاد کو اشارہ کیا۔ تلوار اٹھی۔ حضرت ہانیؒ کا سرتن سے جدا ہو کر زمین پر آ گیا۔ حضرت مسلم بن عقیلؒ نے اپنے میزبان کی شہادت کا ذکر سنا تو تلوار میان سے نکال کر میدان میں آ گئے۔ آپ کے ساتھ ہانیؒ کے قبیلہ کے لوگ بھی شامل ہو گئے۔ ابن زیاد نے ان کی سرکوبی کے لئے چھوٹا سا لشکر بھیجا۔ تیراندازی شروع ہوئی۔ سب لوگ بھاگ گئے۔ مسلم بن عقیلؒ پھر تنہا رہ گئے۔ سارا کوفہ دشمن ہو گیا۔ کوفہ کے در و دیوار سے وحشت ٹپکنے لگی۔ ایک رات مسلم بن عقیلؒ تھک ہار کر ایک مکان کے دروازے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے کہ اچانک دروازہ کھلا۔ ایک بڑھیا نے دیکھا کہ چودھویں رات کے چاند جیسا حسین انسان اس کے دروازے کی دہلیز پر بیٹھا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیلؒ نے بڑھیا سے کہا کہ اماں! دو گھونٹ پانی پلا دو۔ بڑھیا نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ حضرت مسلم بن عقیلؒ نے فرمایا کہ اماں میں حسینؓ کا وکیل ہوں۔ مسلم بن عقیلؒ ہوں' غریب الدیار ہوں' مظلوم ہوں' قسمت کا مارا ہوں' زمانہ دشمن ہے اور لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ فرمایا بیٹا اندر آ جاؤ۔ میں تمہیں امان دیتی ہوں۔ نیک دل بڑھیا کا بیٹا درباری تھا۔ کم بخت نے مخبری کر دی۔ مسلم بن عقیلؒ کی گرفتاری کے لئے مکان کو گھیرے میں لے لیا گیا۔ آپ نے گرفتاری کی بجائے مقابلہ کیا۔ شدید زخمی ہونے کے بعد پکڑے گئے۔ ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا۔ جہاں آپ نے بے پناہ استقامت اور حوصلے کا مظاہرہ کیا۔ لیکن ظالم کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ بالآخر آپ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کو پناہ دینے والی بڑھیا نے اپنے مہمان کی شہادت سے پہلے جام شہادت نوش کیا۔

مدینہ کی رحمتوں کا خزینہ

حضرت حسینؓ نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے رخت سفر باندھا اور سوچا کہ ابتلا و آزمائش کے سفر پر نکل رہا ہوں۔ پھر شاید کبھی دیار نبی ﷺ دیکھنا نصیب نہ ہو۔ آخری بار اپنے نانا ﷺ کو سلام کہنے کے لئے سیدنا حضرت حسینؓ روضہ رسول ﷺ پر جاتے ہیں۔ مدینہ چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی تھی کہ مولا کریم! مجھے موت آئے تو شہر مدینہ میں آئے۔ حضرت عثمان غنیؓ جب محصور تھے تو صحابہ کرام نے شام آنے کی دعوت دی اور امان و پناہ کا وعدہ کیا۔ لیکن سیدنا عثمانؓ نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ مجھے یہ منظور نہیں کہ دشمن میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ قبر رسول ﷺ میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔

نبوت کی معراج اور شہادت کی معراج

ذرا چشم تصور سے دیکھیں کہ حضرت سیدنا حسینؓ کے دل پر کیا گزری ہوگی جب آپ اپنے نانا ﷺ کے روضہ پر آخری سلام کے لئے تشریف لے گئے ہوں گے۔ نواسہ رسول ﷺ کو معلوم تھا کہ شہر مدینہ کی کیا قدر و منزلت ہے۔ روضہ رسول ﷺ مرکز رحمت ہے۔ آستانہ فیض و کرم ہے۔ چشمہ رشد و ہدایت ہے۔ قبر رسول ﷺ ایک ایسی دولت ہے جو کرہ ارض پہ کہیں موجود نہیں۔ اس مٹی کے ذروں پر تو کہکشاں بھی ناز کرتی ہے۔ اس جگہ کے مقدر پر آفتاب و ماہتاب بھی فخر کرتے ہیں۔ اس جگہ کے گن خود عرش والا گاتا ہے۔ حسینؓ اس مرجع خلائق مرکز سے دور جا رہا تھا۔ نواسہ رسول ﷺ کو علم تھا کہ اپنے نانا ﷺ کے روضہ پر بیٹھ کر عبادت کرنا سعادت مندی ہے۔ یہاں کی عبادت افضل عبادت ہے۔ لیکن حسینؓ قیامت تک امت مصطفیٰ ﷺ کو سبق دے گئے کہ جب نبی کا دین خطرے میں ہو' اسلام خطرے میں ہو' نبی کی شریعت خطرے میں ہو' حق و صداقت پر ظلم کے پہرے ہوں' شرافت و دیانت پر جبر و استبداد کا قبضہ ہو تو پھر نبی ﷺ کے روضے کو چھوڑنا بھی عبادت ہے۔

اتفاق ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت حسینؓ اور ان کا قافلہ مدینہ سے 27 رجب 4 ہجری کو روانہ ہوتا ہے۔ 27 رجب کو شہنشاہ دو جہاں ﷺ معراج کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسی تاریخ کو نانا ﷺ نبوت کی معراج پر جا رہے ہیں۔ جبکہ نواسہ شہادت کی معراج پر جا رہا ہے۔

حضرت امام حسینؓ رزم گاہ شہادت میں

ایک مقام پر فرزدق نامی شاعر قافلہ حسینؓ کو ملا۔ آپ نے کوفہ کے حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ امام صاحب اہل کوفہ کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں یزید کے ساتھ ہیں۔ ایک منزل پر پہنچ کر آپ کو حضرت مسلم بن عقیلؓ کی المناک شہادت کی خبر ملی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پر امام عالی مقام نے سنجیدگی کے ساتھ آگے نہ جانے کے بارے میں سوچا۔ لیکن مسلم بن عقیلؓ کے عزیز و اقارب بضد ہوئے کہ ہم مسلم بن عقیلؓ کا انتقام لیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ اس

پر حضرت حسینؓ نے فرمایا ان کے بغیر اب زندگی میں کوئی مزہ نہیں۔ بالآخر حسینی قافلہ ایک میدان میں پہنچا تو آپ نے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے۔ بتایا گیا کہ یہ ''کربلا'' ہے۔ فرمایا ''کرب و بلا'' یعنی تکلیف اور مصیبت کی جگہ ہے۔

یہ جگہ اولادِ رسول ﷺ کی آزمائش گاہ تھی۔ ساتویں محرم الحرام کو آلِ رسول ﷺ کا پانی بند کر دیا گیا۔ دشمن نے گھیرا ڈال لیا۔ موت کے سائے چھانے لگے۔ خطرات بڑھنے لگے۔ خوف و ہراس پھیلنے لگا۔ خدشات اور وسوسوں میں حقیقت کا رنگ ابھرنے لگا۔ آخر نواسہ رسول ﷺ نے دشمن سے ایک رات عاریتاً مانگی۔ اس لئے نہیں کہ راتوں رات اہل اقتدار سے سمجھوتہ کرلیں۔ کہیں سے امداد طلب کرلیں۔ رات ہی رات کوئی لشکر تیار کرلیں یا کہیں فرار ہو جائیں۔ رات اس لئے مانگی تاکہ وہ اپنے خدا کو راضی کر سکیں۔ حضرت حسینؓ سمیت تمام بچوں، عورتوں اور مردوں نے خیموں میں ساری رات خداوند قدوس کی عبادت کی اور اس کی تسلیم و رضا کے آگے سجدہ ریز ہو گئے۔

سنگ خاروں سے خطاب

عاشورہ محرم کو افق پر خونی سورج طلوع ہوا۔ امام عالی مقام نے محسوس کیا کہ قوت و طاقت کے نشہ میں مدہوش دشمن ان کے خون کا پیاسا ہے۔ دشمن کے تیور میں جارحیت کا غرور دیکھ کر نواسہ رسول ﷺ نے سنگ دل ظالموں کے دلوں پر ندائے حق کی دستک دی کہ شاید ان کا ضمیر جاگ اٹھے۔ شاید وہ نواسہ رسول خدا ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں اور خون ناحق میں اپنے ہاتھوں کو رنگنے سے باز آ جائیں۔ لیکن اقتدار کا ضمیر جب سوتا ہے تو بیدار نہیں ہوتا۔ حضرت حسینؓ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ خدا کا قرآن سامنے رکھا۔ پھر صدائے حسینی کربلا کے میدان میں گونجی کہ:

> ''لوگو! میرا حسب و نسب یاد کرو۔ سوچو میں کون ہوں۔ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو۔ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا اس کے عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا سید الشہداء امیر حمزہؓ میرے باپ کے چچا نہ تھے۔ کیا ذوالجناحین جعفر بن طیار میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تم نے رسول ﷺ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ ﷺ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے کہ: ''سید اشباب اھل الجنۃ، '' ﴿جنت میں نوعمروں کے سردار﴾ اگر میرا یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے۔ کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد آج تک جھوٹ نہیں بولا۔ تو بتاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے۔ اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو، ابوسعید خدری سے پوچھو، سہیل بن سعد ساحری سے پوچھو، زید بن ارقم سے پوچھو، انس بن مالک سے پوچھو۔ وہ تمہیں بتلائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں۔ کیا یہ بات بھی میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟۔ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا بلاواسطہ نواسہ ہوں۔ کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے

کسی کی جان لی ہے' کسی کا خون بہایا ہے' کسی کا مال چھینا ہے۔ کہو کیا بات ہے۔ آخر میرا قصور کیا ہے؟۔'' (داستان کربلا ص 66)

حضرت حسینؓ کا آخری خطبہ اتنا پراثر تھا کہ اگر یہ خطبہ پہاڑوں کو سنایا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ زمین کو سنایا جاتا تو وہ پھٹ جاتی۔ بادلوں کو سنایا جاتا تو وہ اشکوں کی برسات بن جاتے۔ لیکن امام عالی مقام جن ظالموں کے گھیرے میں آچکے تھے ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر تھے۔ اقتدار اور قوت کے گھمنڈ نے ان کی عقل کو ماؤف کر دیا۔ ظلم وستم' جبر واستبداد ان کی گھڑیوں میں اگر نواسہ رسول ﷺ کا سر لینے والے تھے تو دوسری طرف حر جیسے سر دینے والے حریت پسند بھی تھے۔ جنگ وقتال شروع ہونے سے قبل حر قافلہ حسینی آملا۔ دشمن نے للکارا تو حر نے جراتمندانہ جواب دیا کہ:

''میں نے جنت اور دوزخ میں سے ایک کا انتخاب کیا ہے۔ تم ظالم ہو۔ اس لئے قیامت کے دن جہنم کے سرداروں کے ساتھ اٹھو گے۔ میں قیامت کے دن جنت کے سرداروں کے ساتھ اٹھوں گا۔''

علی اکبر کی شہادت

کربلا کا معرکہ اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں حضرت امام حسینؓ اور اہل بیت نے بے پناہ صبر واستقامت کا ثبوت دیا۔ ذرا لشکر حسینی تو دیکھئے۔ باپردہ عورتوں کے علاوہ اس میں ساٹھ برس کا بوڑھا بھی مجاہد ہے اور چھ ماہ کا ننھا سپاہی بھی ہے۔ میدان کارزار گرم ہوا۔ سب باری باری شجاعت ودلیری کی تاریخ رقم کرتے رہے۔ سیدنا حضرت حسینؓ لاشے پر لاشہ اٹھائے لا رہے تھے۔ انہیں خیموں میں رکھ دیتے۔ بیبیوں کو صبر کی تلقین کرتے۔ آخر اٹھارہ برس کا خوبصورت رعنا جوان علی اکبر ہاتھ میں تلوار اٹھائے خیموں سے اس طرح نکلا جیسے کربلا کی اندھیر نگری میں حسن وجمال کا آفتاب طلوع ہو گیا ہو۔ دشمن کو للکارتا ہوا علی اکبر آگے بڑھا۔ اس کی رگوں میں حضرت فاطمہؓ کا خون تھا۔ ہاتھ میں حضرت علیؓ کی تلوار تھی۔ شجاعت اور جرات کا پیکر بڑھتا گیا۔ دشمن پہ چڑھتا گیا اور مسلسل لڑتا گیا۔ دشمن نے علی اکبر کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک کمبخت نے گردن پر تلوار ماری' علی اکبر کا سر تن سے جدا ہو کر زمین پر جا پڑا۔ حضرت زینب یہ دلخراش منظر دیکھ کر تڑپ اٹھیں۔ اپنے بھتیجے کو پکارتی ہوئی تیزی سے خیموں سے باہر نکلیں۔ سیدنا حضرت حسینؓ نے اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھ کر حضرت زینبؓ کو روکا۔ انہیں ہاتھ سے پکڑ کر خیمے کے اندر لے گئے۔ تاریخ بڑے بڑے بہادروں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن تاریخ میں حضرت حسینؓ جیسا بہادر نظر نہیں آتا جس کے سامنے سارا خاندان تہہ تیغ کر دیا گیا ہو۔ بچوں اور بیٹوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا گیا ہو۔

ننھے علی اصغر کی شہادت

سیدنا حضرت حسینؓ نے جنگ کے دوران اپنے چھ ماہ کے لخت جگر علی اصغر کو گود میں اٹھایا اور میدان کارزار میں لے آئے۔ پھر دشمنوں کو مخاطب ہو کر فرمایا! ظالمو دشمنی تمہاری میری ہوگی۔ اس معصوم نے تمہارا کیا بگاڑا

ہے۔ یہ پیاس سے بلبلا رہا ہے۔ اسے تو پانی کے دو گھونٹ دے دو۔ جواب میں دشمنوں نے تیر مارا جو علی اصغر کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ امام عالی مقام نے تیر کو کھینچ کر نکالا۔ خون کا فوارہ چھوٹا۔ آپ نے ننھے شہید کے خون سے چلو بھرا اور آسمان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا! خدایا دیکھ تیرے نبی کی اولاد کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے علی اصغر کی لاش کو زمین پر رکھ کر اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔ دعا مانگی کہ پروردگار عالم! اپنے حضور میری آخری قربانی قبول فرما۔ حضرت حسینؓ کو معلوم تھا کہ دشمن ظالم ہے۔ اس کا دل نرم ہونے والا نہیں۔ جنہوں نے نواسہ رسول ﷺ کی ساری اولاد کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ ان سے رحم کی توقع کیونکر کی جا سکتی تھی کہ وہ معصوم بچے کو پانی پلا دیں گے۔ درحقیقت سیدنا حضرت حسینؓ میدان کربلا میں ایثار وقربانی کی ایک یادگار اور عہد آفرین تاریخ مرتب کر رہے تھے۔ قافلہ حسینؓ میں خون کا نذرانہ پیش کرنے والوں میں صرف علی اصغر باقی رہ گیا تھا۔ نواسہ رسول ﷺ دشمن کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ راہ خدا میں انہوں نے باری باری سارے پیش کر دیئے۔ علی اصغر باقی رہ گیا تھا جو اپنے پاؤں پر چل کر نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے میں اسے گود میں اٹھا لایا ہوں۔

امام عالی مقام کی شہادت

ہر جنگ میں فرق ہوتا ہے۔ ایک جنگ وہ ہوتی ہے جس میں سپہ سالار کے عزیز زندہ ہوتے ہیں۔ رشتہ دار زندہ ہوتے ہیں۔ سپاہی زندہ ہوتے ہیں۔ ایک جنگ یہ کہ سارا کنبہ کٹ چکا ہے۔ جرنیل تنہا ہے۔ ہمت نہیں ہارتا۔ تیر چل رہے ہیں۔ تلواریں برس رہی ہیں۔ نیزے چل رہے ہیں۔ لیکن حضرت حسینؓ شجاعت، دلیری ومردانگی کے بھرپور مظاہرے کر رہے ہیں۔ لیکن کب تک۔ آخر کار دشمنوں کے گھیرے میں آ گئے۔ حضرت حسینؓ شہید ہو گئے۔ ایک بدبخت آگے بڑھتا ہے اور نواسہ رسول ﷺ کے سینہ پر بیٹھ کر آپ کا سر مبارک قلم کر کے نیزے کی نوک پر لے آتا ہے۔ واہ حسینؓ! تیرا سر نیزے کی نوک پر آیا تو قیامت تک کے لئے سربلند ہو گیا۔

حضرت امام حسینؓ کا کٹا ہوا سر ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا۔ روایت ہے کہ آپ کا سر مبارک طشتری میں رکھا ہوا تھا۔ ابن زیاد کا دربار لگا ہوا تھا۔ وہ اٹھا۔ فتح ونصرت کے نشے میں مدہوش اس نے اپنی چھڑی حضرت حسینؓ کے لبوں پر رکھی۔ درباری کانپ اٹھے۔ جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ارقمؓ تڑپ اٹھے۔ دربار میں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا ابن زیاد خدا سے ڈر۔ تو ان لبوں پر چھڑی مار رہا ہے جن لبوں کو سرکار دوجہاں ﷺ چوما کرتے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت زید بن ارقمؓ دربار سے چلے گئے۔

حضرات محترم! حضرت حسینؓ کی دردناک اور المناک شہادت کو ایک زمانہ بیت گیا ہے۔ لیکن قیامت تک درد والم کی داستان خونچکاں بیان ہوتی رہے گی۔

حضرت امام حسینؓ نے میدان کربلا میں فقید المثال قربانی دی۔ وہ چاہتے تو اپنی جان بچا سکتے تھے۔ لیکن

بقیہ صفحہ 46 پر

مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

محرم الحرام ...... سال نو کا آغاز!

واقعہ ہجرت سے سن ہجری کا آغاز سیدنا حضرت عمرؓ کی اولیات میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدم علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء سرکار دو عالم ﷺ پر جا کر ختم ہوا۔ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب آخری کتاب ہے۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا۔ نہ کوئی نئی کتاب نازل ہوگی اور نہ ہی کوئی شریعت آئے گی۔

حضور اکرم ﷺ صرف ایک قوم یا ایک زمانہ یا ایک جگہ کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی بعثت قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ہر زمانہ کے لئے اور روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں اور تمام ممالک کے لئے ہوئی تھی۔

آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور آپ ﷺ کا بتایا ہوا قانون ہدایت ایک جامع اور مکمل قانون ہے اور وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کوئی شعبہ خالی نہیں رکھا گیا۔ بلکہ ہر شعبہ میں واضح ہدایت موجود ہیں۔ اگر کوئی بھی شعبہ زندگی میں ایسا ہو جس میں اسلام کی واضح ہدایات موجود نہ ہوں تو پھر اسلام کامل و مکمل دین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آج بھی اگر کوئی صحیح راستہ کا متلاشی ہے اور چاہتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر گامزن ہو تو اسے کوئی اور راستہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اسے چاہئے کہ وہ دین اسلام میں پناہ لے کر اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے۔ انشاء اللہ! وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا اور کامیاب وکامران ہوگا۔ اسے اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین یا ازم کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

''جو شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''(سورۃ آل عمران)

اور اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیاوی زندگی تو ایک عارضی اور فانی زندگی ہے جو چند روز میں ختم ہو جائے گی۔ اس لئے اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور جو شخص آخرت کے اعتبار سے نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو وہ اگر عارضی طور پر دنیا میں کامیاب ہو بھی جائے تو یہ کوئی کامیابی نہیں۔

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ دوسرے ادیان کی اتباع نہ کرنے کا حکم دیا بلکہ ان چیزوں سے

بھی اجتناب برتنے کا حکم دیا جن کے کرنے سے دوسری اقوام اور دیگر ادیان کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہو۔ خصوصاً وہ امور جو دین میں بنیادی اہمیت کے حامل ہوں۔ مثال کے طور پر اذان کے معاملہ کو لیجئے۔ جب یہ معاملہ پیش آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے کس طرح بلایا جائے تو مختلف آراء اور تجاویز سامنے آئیں۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے کسی بھی تجویز کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں دیگر اقوام کے ساتھ مشابہت تھی۔ بالآخر فرشتے کے ذریعہ اذان کی تعلیم دی گئی اور اس طرح اذان شروع ہوئی۔

انہی بنیادی باتوں میں سن کے آغاز کا مسئلہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں متمدن اقوام میں تو مختلف سن رائج تھے۔ لیکن اہل عرب کے یہاں باقاعدہ کوئی سن رائج نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی یادداشت اور اپنے معاملات میں وقت کا تعین کسی اہم واقعہ سے کرتے تھے۔ مثلاً ''عام الفیل'' جو ایک مشہور واقعہ شروع ہوا۔ اس سے حساب وکتاب رکھا جاتا کہ یہ معاملہ عام الفیل کے سال ہوا یا اس سے اتنے سال قبل یا اتنے سال بعد۔ اسی طرح حرب الفجار وغیرہ۔

اسلام میں بھی اسی طرح کسی مشہور واقعہ سے دنوں کا حساب رکھا جاتا۔ مثلاً بعثت نبوی' عام الحزن' واقعہ معراج' ہجرت' غزوہ بدر' فتح مکہ یا حضور اکرم ﷺ کا اس دنیا سے پردہ فرمانا وغیرہ۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت اور حضرت عمرؓ کے شروع دور خلافت میں رہا۔

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے دور میں سب سے زیادہ اہمیت اسلام کی تبلیغ اور اس کے پیغام کو دنیا بھر میں عام کرنے پر تھی اور پوری توجہ اسی پر صرف تھی۔ ادھر کفار کی ریشہ دوانیاں اور اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ان کی کوششیں بھی عروج پر تھیں اور اسی سلسلہ میں کئی غزوات واقع ہوئے۔ اس لئے بہت سے امور کی طرف توجہ نہ دی جاسکی۔ خصوصاً وہ معاملات جو امور سلطنت سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بیٹھ کر اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا کو اپنے اندر جذب کر کے صحابہ کرامؓ میں اس قدر استعداد پیدا ہو چکی تھی کہ وہ بجا طور پر ان تکمیل طلب امور میں تشنگی دور کر کے انہیں مکمل کر سکتے تھے۔ خصوصاً خلفائے راشدینؓ۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''تم میری سنت اور خلفائے راشدینؓ کی سنت (ان کے طریقے) کو لازم پکڑو۔''

سن کے آغاز پر حضور اکرم ﷺ کے دور میں توجہ نہ دی جاسکی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بھی اس طرف توجہ نہ دی جاسکی۔ اوّل تو ان کا دور خلافت بہت مختصر تھا اور پھر حضور اکرم ﷺ کی وصال کے بعد ارتداد کا فتنہ پھیلا۔ خلافت صدیقی کا ایک عرصہ ان کی سرکوبی میں صرف ہوا۔ پھر ایران وروم کی طاقتوں کا چیلنج بھی حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے تھا۔ جسے انہوں نے قبول کیا اور قیصر وکسریٰ کے مقابلہ میں افواج روانہ کیں۔ اس لئے اس طرف توجہ نہ ہو سکی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس طرف توجہ دی اور سن ہجری کا آغاز ہوا۔ اسی بنیاد پر سن ہجری کا آغاز بھی اولیات عمرؓ میں سے ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ جب خلیفہ ثانی کی حیثیت سے خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو اس وقت اسلامی ریاست کافی علاقوں میں پھیل چکی تھی اور مختلف مقامات پر خلیفۃ المسلمین کی طرف سے عمال مقرر کر دیئے گئے تھے۔

جن کو وقتاً فوقتاً خلیفۃ المسلمین کی طرف سے احکامات وہدایات جاری کی جاتی تھیں۔ان ہدایات واحکامات کے سلسلے میں حضرت عمر فاروقؓ کو بعض ایسے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے انہیں احساس ہوا کہ اسلامی سن کا آغاز ہونا ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جو یمن کے حاکم اعلیٰ تھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں تحریر کیا کہ آپ کی طرف سے جو تحریریں ہمارے پاس پہنچتی ہیں ان کے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ کب کی لکھی ہوئی ہیں۔اس وجہ سے ان کی تعمیل میں بہت دقتیں پیش آتی ہیں۔اسی طرح خود حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی مقدمہ سے متعلق ایک تحریر پیش ہوئی جس میں ماہ شعبان کا تو تعین تھا۔لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کون سے سال کا ہے۔ان وجوہات کے پیش نظر ۱۷ ہجری میں حضرت عمرؓ نے مدینۃ النبی ﷺ اور عالم اسلام میں موجود اکابر صحابہ کرامؓ کو جن میں سیدنا حضرت عثمانؓ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے مدینہ میں جمع فرمایا اور اس سلسلہ میں مشورہ فرمایا۔اس مجلس میں عام طریقہ کے مطابق مختلف لوگوں نے اپنی اپنی آراء پیش کیں۔جن میں اکثر لوگوں کی رائے یہ تھی کہ اس دور کے موجودہ رائج شدہ ماہ وسال کے حساب کو رائج کردیا جائے۔اس دور میں اہل روم اور فارس کے حساب قابل ذکر تھے۔لیکن حضرت عمرؓ نے کسی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔کیونکہ ان کے ذہن میں خاتم الانبیاء حضور سرور کائنات ﷺ کے الفاظ گونج رہے تھے کہ مسلمانو! کسی دوسری قوم کی اتباع نہ کرو اور آپ کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا جو خاتم الانبیاء ﷺ نے اذان کے مسئلہ پر اختیار فرمایا تھا۔آخرکار صحابہ کرام حضرت عمرؓ کا منشاء سمجھ گئے اور سب نے بیک زبان اس کا اظہار فرمایا کہ اسلامی تشخص برقرار رکھنے کے لئے ’’اسلامی سن‘‘ کا آغاز کیا جائے۔جب اس کا فیصلہ ہوگیا تو اب یہ بات طے کی جانے لگی کہ اسلامی سن کا آغاز کس عظیم واقعہ سے کیا جائے تو اس سلسلے میں چار آراء پیش ہوئیں۔

۱...... سرور کون ومکاں ﷺ کی ولادت باسعادت۔
۲...... نبوت ورسالت ﷺ کا ظہور وابتداء۔
۳...... حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ۔
۴...... خاتم الانبیاء ﷺ کا وصال۔

بعض لوگوں نے فرمایا کہ اس صدی کا عظیم واقعہ آپ ﷺ کی پیدائش ہے اور آپ ﷺ کی پیدائش ہی اسلام کے آغاز کا باعث ہوئی۔اس لئے اس سے اسلامی سال کا آغاز کیا جائے۔جبکہ دوسرے بزرگوں کی رائے کے مطابق انعام خداوندی کا ظہور آپ ﷺ کی نبوت وبعثت سے ہوا اور تیسرے طبقے کی رائے یہ تھی کہ اس صدی کا عظیم واقعہ آپ ﷺ کی وفات ہے اور یہ ایسا واقعہ ہے جو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔اس لئے اسلامی سال کا آغاز اس واقعہ سے کردیا جائے۔چوتھا طبقہ جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ شامل تھے اور خود سیدنا عمر فاروقؓ کی یہی رائے تھی کہ اسلام کی شان وشوکت اور اس کے غلبہ وفتح کا آغاز واقعہ ہجرت النبی ﷺ سے ہوا اور اسی واقعہ

سے اسلامی ریاست وجود میں آئی اور اسی موقع پر اسلام ایک بستی (مکہ) سے نکل کر کل عالم میں متعارف ہوا۔ اس لئے اسی واقعہ کو اسلامی سال کا آغاز قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عمرؓ نے آپس کی متفقہ رائے کے مطابق احکامات جاری فرمادیئے اور اسلامی سال کا آغاز واقعہ ہجرت سے کر دیا گیا۔ اس طرح سال ہجرت ہجری متعین ہوا۔

سال کے آغاز کے بعد انہی صحابہ کرامؓ کے مشورے کے مطابق محرم الحرام کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ مہینہ بہت سی وجہ کی بنا پر متبرک تھا۔ پھر اسی مہینے میں لوگ حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے تھے۔ اسی طرح خلافت عمرؓ میں اسلامی سال کا آغاز کیا گیا جو اس وقت سے لے کر آج تک اسی طرح عالم اسلام میں رائج ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ نظام ''نظام حساب'' اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا ذریعہ رہے گا۔

اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ محرم ہے جس کے معنی لائق احترام اور قابل تعظیم کے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں اس ماہ دو عظیم الشان شہادتیں ہوئیں جنہیں قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔ ان میں ایک اسلامی سن کا آغاز کرنے والے خلیفہ حضرت عمرؓ اور دوسرے نواسہ وجگر گوشہ رسول ﷺ حضرت حسینؓ کی شہادت ہے۔ اسلامی سن کا دوسرا مہینہ صفر المظفر ہے۔ ربیع الاوّل اسلام کا تیسرا مہینہ ہے۔ چونکہ یہ ماہ ربیع کے دنوں میں تجویز ہوا تھا اس لئے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا۔ اس ماہ کی عظمت وحرمت وفضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس ماہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنے آخری دین اور اپنی آخری شریعت کے لئے اس اعلان کے ساتھ پیدا فرمایا کہ اب نہ کسی دین کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی۔ اب نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسی ماہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ربیع الثانی یا ربیع الاخر یہ دونوں نام چوتھے اسلامی مہینہ کے ہیں۔ ربیع بہار کو کہتے ہیں۔ اس ماہ سفر کی نماز شروع ہوئی۔ جمادی الاول اسلامی سن کا پانچواں مہینہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا انتقال اسی مہینہ ہوا۔ جمادی الثانی اسلامی سن کا چھٹا مہینہ ہے۔ اس ماہ حضرت عمر فاروقؓ نے منصب خلافت سنبھالا تھا اور اسی ماہ جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔

رجب المرجب ساتواں مہینہ ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کے معنی ڈرانے اور تعظیم کرنے کے ہیں۔ اس ماہ کی فضیلت وخصوصیت واقعہ معراج ہے جو کہ ۲۷ رجب کی شب کو ہوا اور نبی اکرم ﷺ کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ جس کا ذکر قرآن مجید کے پندرھویں سپارے میں ہے۔ اس ماہ میں مسلمانوں کے لئے نماز فرض ہوئی۔ شعبان المعظم اسلامی سن کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اس کے معنی پھیلنے اور وسعت کے ہیں۔ یہ رحمتوں اور برکتوں کے پھیلاؤ کا مہینہ ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا۔'' اس ماہ کی پندرھویں شب بہت ہی بابرکت ہے۔ اس رات کو قرآن پاک میں مبارک رات قرار دیا گیا ہے۔ اس رات کو شب برات کہتے ہیں۔ اس رات کو جاگنا اور اس دن روزہ رکھنا مسنون ہے۔ رمضان

المبارک نواں مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس دنیا کی ہدایت کے لئے جو کتاب نازل کی گئی وہ اسی ماہ مبارک میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتاری گئی۔ اس ماہ میں مسلمانوں پر روزے فرض کئے گئے۔ اس ماہ کی ایک شب کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس شب کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔

شوال المکرّم اسلامی سن کا دسواں مبارک مہینہ ہے۔ اس کا پہلا دن مسلمانوں کے لئے خوشیوں اور اجر وثواب کا پیغام لے کر آتا ہے۔ اس ماہ کے چھ روزے رکھنا سنت ہے۔ اس ماہ سے اشہر حج کا آغاز ہوتا ہے۔ ذیقعدہ اسلامی سن کا گیارھواں مہینہ اور اشہر حج کا دوسرا مہینہ ہے۔ ذی الحجہ بارھواں مہینہ ہے اور اس کے معنی حج والا ہے۔ چونکہ اس مہینہ کی ۹/ تاریخ کو اہم رکن عرفہ ادا کیا جاتا ہے اور اسی ماہ حج کے تمام مناسک پورے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کی فضیلت کسی سے مخفی نہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے لے کر اب تک عالم اسلام میں یہی سن جاری رہا اور مسلم خلفاء آپس میں خط وکتابت اسی سن کے حوالے سے کرتے تھے۔ اس اسلامی سن کو اتنا رواج دیا گیا کہ اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ اسی سن کے مطابق سال بہ سال اب تک محفوظ چلی آرہی ہے۔ اگر ہم سیرت اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس میں اسی ترتیب سے واقعات ملیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے گزشتہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں نے اپنی روایات کو ایک ایک کرکے چھوڑنا شروع کیا اور اس نے اپنا تشخص اور اپنا وقار کھو دیا ہے۔ وہ ایک ایک چیز میں دوسری قوموں کا شعار اختیار کر چکی ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اپنے ممالک میں اسلامی تاریخ وسن کو بھی ترک کر دیا۔ پاکستان بھی اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اور خیال تھا کہ دیگر اسلامی تعلیمات کے ساتھ یہاں بھی اسلامی تاریخ وسن کے مطابق نظام سلطنت چلایا جائے گا۔ مگر:

اے بسا آرزو کہ خاک شد

ہم تو اپنا جشن آزادی بھی اس تاریخ کے مطابق نہیں مناتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تشخص اجاگر کرنے کے لئے تمام اسلامی ممالک اپنا نظام سلطنت اسلامی تاریخ کے مطابق نافذ کریں۔

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے بزرگ رہنما جناب حضرت مولانا قاری حبیب اللہ قادری صاحب کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت انہیں صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطاء فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

امت کی بقاء اور عقیدہ ختم نبوت!

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی یہ وہ تقریر ہے جو ختم نبوت کانفرنس کانپور منعقدہ ۹/۱۰/۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کے جلسہ عام میں ۱۱/ اکتوبر کو حلیم ڈگری کالج گراؤنڈ میں فرمائی۔ یہ کانفرنس تین روز تک مجلس تحفظ ختم نبوت کانپور کے زیر اہتمام مدرسہ جامع العلوم پٹکاپور میں منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا مرحوم کی تقریر ختم نبوت کے موضوع پر امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے نذر قارئین کی جارہی ہے۔ ادارہ!

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ۰ ونشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له ۰ ونشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وعلىٰ آله واصحابه وذرياته واهل بيته اجمعين ومن تبعهم باحسان الىٰ يوم الدين وسلم تسليماً كثيراً كثيراً ۰ امابعد! اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ۰ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا ۰ واعوذ بالله من الشيطان الرجيم ۰ ماكان محمد اباحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين!

میرے عزیز بھائیو اور دوستو! اس موضوع پر آپ نے فاضلانہ، مفکرانہ، متکلمانہ اور تحلیل وتجزیہ کے ساتھ بہت سی تقریریں سنی ہوں گی۔ میں ان تفصیلات میں نہیں جاسکتا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے بھی اور عمر وصحت کے تقاضے سے بھی اور اس لئے بھی کہ اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن تاریخ کے نہ صرف ایک طالب علم بلکہ ایک مصنف اور تاریخ عالم کے ایک واقف کار کی حیثیت سے بھی اور پھر اس کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک اور دنیا کے ایک بڑے حصہ کی سیر وسیاحت کرنے والے ایک داعی کی حیثیت سے بھی آپ کے سامنے کچھ خصوصی باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ ایسی باتیں جو اس موضوع پر فیصلہ کن ثابت ہوں گی۔

ایک تو یہ کہ جو ہم یہ آیتیں قرآن مجید میں پڑھتے ہیں اور اللہ کی توفیق سے ایک دو بار نہیں سینکڑوں ہزاروں بار پڑھی ہوں گی۔ اللہ توفیق دے کہ ہم ساری عمر پڑھتے رہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ان آیات سے

جو نتیجہ نکلتا ہے اور ان آیات سے جو عقیدت ظاہر ہوتی ہے اور حقیقت تک پہنچنے کی جو توفیق ہوتی ہے اس کی اہمیت پر بہت کم لوگوں نے غور کیا۔

پہلی آیت جو ہم نے آپ لوگوں کے سامنے تلاوت کی: ’’الیوم اکملت لکم...... الخ ‘‘ کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اپنی نعمت کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر چکا۔ انتخاب کر چکا۔ اور دوسری آیت کریمہ جو تلاوت کی: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ...... الخ ‘‘ کہ ارشاد خداوندی ہے کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔

ان آیات سے اس امت کو نہیں بلکہ عالم کو جو دولت ملی اس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ان آیتوں سے حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے اختتام کا اعلان کیا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اس اعلان سے وحدت عقائدی اور وحدت ارکانی کی دعوت ملی۔ وحدت زمانی اور وحدت مکانی کی دعوت ملی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت تک کے لئے اب اس امت اسلامیہ محمدیہ کے عقائد بھی ایک ہوں گے۔ ارکان بھی ایک ہوں گے اور دوسری بات یہ کہ ہر زمان و مکان میں‘ ہر عہد اور ہر دور میں اور ہر اس جگہ جہاں مسلمان آباد ہیں۔ وہاں پر ایک وحدت پائی جائے گی۔ دینی وحدت اعتقادی وحدت‘ عملی وحدت۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس امت کو جو اپنے کو مسلمان کہتی ہے۔ قرآن کا کلمہ پڑھتی ہے۔ اسلام کا دعویٰ کرتی ہے۔ اس کے عقائد بھی آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک ایک رہیں گے۔ نماز وہی پانچ وقتوں کی۔ روزے وہی رمضان کے مبارک مہینے کے۔ زکوٰۃ وہی اپنے نظام اور نصاب کے مطابق جو بتایا گیا ہے۔ حج وہی بیت اللہ شریف کا اپنے تمام مناسک کے ساتھ۔ اس کے تمام مناسک ہمیشہ ایک ہی رہیں گے۔ یہ جو وحدت ہے وہ وحدت ارکانی ہے۔ وحدت عقائدی یہ ہے کہ توحید کامل رہے گی۔ پیغمبروں کی رسالت اور انبیاء کی نبوت پر ایمان۔ جنہیں اللہ نے اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی جگہ اس نازک اور عظیم کام کے لئے انتخاب کیا اور پھر آخری پیغمبر اور آخری نبی ﷺ کہ جن کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پچھلے پیغمبروں کی رسالت پر بھی ایمان اور آپ ﷺ کی رسالت اس کی خاتمیت پر بھی ایمان۔ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت پر اس طرح ایمان کہ نبوت و رسالت آپ ﷺ پر ختم ہے۔ نبوت کے ساتھ نبوت کی خاتمیت پر بھی ایمان۔ یہ کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں ہے۔ دنیا میں کسی بھی امت کو یہ فضیلت نہیں ملی۔

ہم معذرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ کسی بھی نبی و رسول کی امت کو (اور یہ ہم ہر نبی و رسول کی رسالت و نبوت کے اقرار اور ان کے شرف و مراتب کے اعتراف کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ سب اللہ کے پیغمبر تھے اور رسول برحق تھے) یہ خصوصیت حاصل نہیں کہ یہ وحدتیں وحدت عقائد بھی ہو‘ وحدت ارکانی بھی‘ انہیں ملی ہوں‘ یہ امتیاز اللہ رب العالمین نے صرف امت محمدی ﷺ کو ہی عطا کیا۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں۔ ہم نے تاریخ کا الحمدللہ خوب مطالعہ کیا ہے اور ہمیں اس کی اپنے علمی کاموں اور تصنیفی کاموں میں برابر ضرورت بھی پڑتی رہتی ہے۔ ہم نے یہودیت وعیسائیت کی مستند کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ امت کی پوری تاریخ مدوجزر کی تاریخ ہے۔ نشیب وفراز کی تاریخ ہے۔ مشرق ومغرب کی تاریخ ہے۔ محبت واختلاف کی تاریخ ہے۔ عقائد میں اختلاف' ارکان کے ادا کرنے میں اختلاف۔ یہ جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں محض امت کے ایک فرد ہونے کے ناطے نہیں' تاریخ ومذاہب کا مطالعہ رکھنے والے کی حیثیت سے' آپ بھی مطالعہ کیجئے۔ فرنچ کی کتابیں پڑھئے۔ جرمن کی کتابیں پڑھئے۔ انگلش کتابیں پڑھئے۔ مذاہب کی جو تاریخ لکھی گئی ہے تو ان مورخوں کو اس کا اقرار کرتے نہیں بلکہ شرم سے گویا منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بلکہ ایسے احساس کمتری کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ کوئی مذہب بھی اسلام سے پہلے کے مذاہب میں سے کوئی مذہب ایسا مذہب نہیں ہے کہ اس کے پیغمبر نے جس طرح اعلان کیا جو باتیں بتائیں وہ مذہب ان کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق صدیوں چلتا رہا ہو۔ صدیوں کیا بلکہ بعض مرتبہ تو نصف صدی اور دہائیوں تک چلنا مشکل ہوگیا۔

ان مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں اتمام نبوت کا اور ختم نبوت کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کہیں نہیں ملتا کہ ان مذاہب کو جو لوگ برحق مانتے ہیں اور ان پر پورا یقین رکھتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔ وہ بھی جہاں تک ہماری معلومات ہیں ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ نبی ورسولﷺ نے اپنی خاتمیت خاتم الرسول وخاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ کسی نے بھی ایسا نہیں کہا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا اعلان ہوا۔

آپ ان تمام مذاہب کی تاریخ میں پڑھیں گے۔ ذرا کشادہ نظری کے ساتھ اور کشادہ ذہنی کے ساتھ آپ دیکھیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ ان میں صرف اختلاف بلکہ تضاد پایا جاتا ہے۔ یہ مذہب شروع میں کیسا تھا اور اب یہ کیسا ہے۔ اس مذہب کے پیشوا اگر یہ نہ کہیں تو کم از کم احتیاط کے لئے یہ کہتے ہیں۔ اس مذہب کے پیشوا اور ترجمان اور اس کے مستند عالم پہلے یہ کہتے تھے۔ اب ان کی رائے وہ نہیں رہی۔ وہ اب یہ کہتے ہیں۔ یہ صحیح عقیدہ ہے۔ اب ان کا کہنا یہ ہے کہ صحیح عقیدہ وہ نہیں یہ ہے۔ عبادت یہ ہے۔ نہیں یہ عبادت نہیں تھی بدعت ہے۔ یہ ثابت ہے۔ نہیں یہ ثابت نہیں۔ مفروضہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان مذاہب میں عقائد کا اختلاف ملے گا۔ ارکان کا اختلاف ملے گا۔ زمانہ کے ساتھ وہ بدلتے رہیں گے۔ اختلاف زمانی بھی ہے۔ اختلاف مکانی بھی۔ اس لئے آپ کو صاف صاف نمونے ملیں گے۔ ایسے نمونے کہ اس مذہب کی اشاعت کا جو دائرہ ہے اور علاقہ ہے۔ جو اس کی دنیا ہے' مذہبی دنیا اس کے کسی حصہ میں کچھ ہورہا ہے۔ کسی حصہ میں کچھ...... یہ سب اس کا نتیجہ تھا کہ وہاں ختم نبوت کا اعلان نہیں ہوا تھا۔ ان لوگوں کے لئے اس کا موقع تھا اور گنجائش تھی۔ جائز وناجائز کی امکانی گنجائش تھی کہ وہ جو چاہیں دعویٰ کریں۔ آج یہ بات کیوں ہے کہ ساری دنیا کے انقلابوں کے باوجود' سیاسی انقلابات بھی' اجتماعی انقلابات بھی اور اخلاقی انقلابات بھی۔ یہ بعثت نبوی بعثت محمدیﷺ سے پہلے نہیں پیش آئے۔ یہ تاریخی شہادت ہے۔ اس کا کوئی

انکار نہیں کر سکتا۔ علمی انقلابات کے ساتھ علمی ترقیات کے ساتھ علمی تحقیقات کے ساتھ اور نئے نئے انکشافات کے ساتھ اور نئے نئے مطالبات اور ضرورتوں کے ساتھ اور نئے نئے تقاضوں کے پیدا ہونے کے ساتھ اور نئے نئے فوائد حاصل ہونے کی امید کے ساتھ جو اس میں تغیر و تبدل کرنے سے نیا دین اور نیا عقیدہ پیش کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بعثت نبوی کے بعد ہوا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میں ایک تاریخ داں کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی۔ لیکن اس کے باوجود یہ دین اب تک ایک چلا آرہا ہے۔ انبیاء اور رسل جو گزر گئے ہیں ان پر ایمان باقی ہے۔ ابھی بھی اللہ تعالیٰ کی برتری اور قدرت کاملہ کہ: ''انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۰ ''اور اس کی ذات کی وحدت کہ پورے عالم کو چلانے والا وہی ہے۔ وہی ہے جو اس کائنات کو جو کائنات اس کے قبضہ اور دست قدرت میں ہے اور: ''انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۰ ''ان سب کے باوجود یہی ایک چیز ہے جو ابھی تک بنیادی اور اساسی عقائد پر ہے۔

میں ان چیزوں کو نہیں کہتا جو کسی نے جیسے کہ ابھی آپ نے نظم سنی اپنے کسی دنیاوی مفاد کے خاطر یا کسی رشوت کے نتیجہ میں یا کسی مفاد کے سلسلہ میں۔ عزت و جاہ کے سلسلہ میں پیدا کر دیا۔ دین میں وہ چیز بالکل نہیں چلنے پائی۔ آج تک دین بالکل صاف اور منقیٰ مجلیٰ موجود ہے اور سب جانتے ہیں کہ اگر نیت خراب نہیں ہے اور خدا کا اگر خوف کسی بھی درجہ میں باقی ہے تو وہ بدعت و سنت کو سمجھتا ہے کہ یہ سنت ہے اور یہ بدعت ہے۔ بدعت کو کوئی بھی سنت ثابت نہیں کر سکتا۔ معصیت کو کوئی بھی طاعت ثابت نہیں کر سکتا۔ شرک کو کوئی توحید ثابت نہیں کر سکتا۔ کوئی اللہ کی رضا کا ایسا طریقہ جس میں رسم و رواج کی بو آتی ہو۔ دنیوی مفاد ہو۔ نہیں جانا جا سکتا۔ یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ یہ نتیجہ ہے اتمام نبوت اور ختم نبوت کے اعلان کا۔

آج آپ یورپ و امریکہ کے آخری سرے تک چلے جایئے۔ معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ کم لوگوں کو اتنی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہوگا جتنا ہمیں ہوا۔ اس میں ہماری قابلیت اور لیاقت کو دخل نہیں۔ اللہ کا فضل و انعام ہے کہ کم سے کم عالم اسلام کو لے لیجئے۔ عالم غیر اسلامی کی بھی ہم نے خوب سیر کی ہے۔ یورپ و امریکہ اور افریقہ سب ہم نے دیکھے ہیں۔ لیکن عالم اسلام کا کوئی کونہ شاید ہی ہم سے بچا ہو۔ لیکن ہم یہاں سے مراکش تک جس کو عربی میں ''مغرب اقصیٰ'' کہتے ہیں (انتہائی مغربی کونہ) اور صرف مغرب اقصیٰ مراکش تک ہی نہیں وہاں کے آخری حصہ آخری سرا تک وجدہ تک میں گیا ہوں اور پھر اس کے بعد ادھر تاشقند' بخارا اور سمرقند بھی جانا ہوا ہے۔ وہاں نمازیں بھی پڑھیں ہیں۔ بزرگوں کے مزارات کی زیارت بھی کی ہے۔ وہاں خطابات بھی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ عالم عربی کا کوئی ملک نہیں جہاں میں نہیں گیا۔ عراق' شام' مصر' لیبیا' شرق اردن' ترکی' خلیج کا وہ علاقہ اور صرف یہ ملک ہی نہیں شہر شہر گیا ہوں۔ لیکن کوئی جگہ ایسی نہ پائی جہاں دین کی بنیادی باتوں میں فرق ہے۔ یہاں دین کے ارکان کچھ ہوں اور وہاں کچھ ہوں۔ نمازیں پڑھیں بھی اور اللہ کے فضل سے پڑھائی بھی۔ لیکن اس کے لئے ہمیں کوئی گائڈ تک نہیں دی گئی کہ آپ نمازیں پڑھائے جا رہے ہیں۔ یہاں آپ کے ملک کی طرح نماز نہیں ہوتی۔ یہاں وضو کے بعد

یہ بھی پڑھنا ہوتا ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر ایک دعا پڑھنی ہوتی ہے۔ یہاں دیوار پر یوں ہاتھ لگانا ہوتا ہے۔ یہاں نماز شروع کرنے سے پہلے یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں۔ یہ عبارت سنانی پڑتی ہے۔ کچھ کہنا پڑتا ہے۔ خاص تعلیم دینی پڑتی ہے۔ اگر قبر ہے تو اس کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔ بے جان سے حاجت براری کرنی پڑتی ہے۔ یہ کتنی وسیع دنیا ہے۔ لیکن ایک طرح کی نماز ہر طرف ہو رہی ہے۔

جا کر کہیں دیکھ لیجئے۔ افغانستان' ترکستان' انگلستان' مراکش' مصر اور اندلس کہیں چلے جایئے۔ ادھر لیبیا' سوڈان چلے جایئے آپ اطمینان سے نماز پڑھ سکتے ہیں اور پڑھا بھی سکتے ہیں۔ خدا کے فضل سے یہ شرف وعزت بھی حاصل ہوئی۔ مگر کسی نے کچھ کہنے کی ضرورت نہ سمجھی اور نہ ہم نے کچھ پوچھنے کی۔ وقت ہوا۔ کہا گیا کہ آگے بڑھئے' آگے بڑھ گیا۔ بعد میں بھی کسی کو کوئی اشکال واعتراض نہیں ہوا اور نہ کوئی کمی تھی۔

آخر یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ یہ نتیجہ ہے ختم نبوت کا' اتمام نبوت کا۔ اگر یہ ختم نبوت کی دولت نہ ہوتی تو اس امت کو یہ اعزاز اور یہ امتیاز نہ ملتا۔ میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ یہ جو آپ کانپور میں بیٹھے اتنے وسیع میدان میں کثیر تعداد میں اکٹھا ہوئے دین کی باتیں سن رہے ہیں یہی نماز' یہی روزہ' یہی زکوٰۃ' یہی حج' سارے ارکان اسی طرح باقی ہیں۔ کتنے سیاسی انقلابات آئے اور کتنے موانع پیدا ہوئے۔ سمندر کا سفر کتنا خطرناک بن گیا۔ لیکن حج کا سفر اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ کوئی اس کو روک نہ سکا۔ پھر بڑے واقعات رونما ہوئے۔ کچھ فرق نہیں پڑا۔ کیسے کیسے انقلابات آئے۔ حکومتیں ہٹ گئیں۔ ماحول بدل گیا۔ لیکن حج جیسا کل فرض تھا آج بھی فرض ہے۔ آج ویسے ہی لوگ بیت اللہ شریف جا رہے ہیں۔ جیسے پہلے جاتے تھے۔ بلکہ اب تو بہت بڑی تعداد میں جا رہے ہیں۔ کوئی اس کو روک نہ سکا۔ سیاسی انقلابات آئے۔ حجاز مقدس میں سیاسی نظام میں ٹھہراؤ نہ رہا۔ پہلے ترکیوں کی حکومت تھی۔ پھر شریف مکہ آئے۔ وہ گئے تو اب آل سعود حکمران ہیں۔ انتظامی وسیاسی تغیرات جو ہوں۔ لیکن ارکان دین میں کوئی تغیر وانقلاب نہیں۔ حج کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا۔ کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ اللہ کے فضل سے حرمین شریفین سے عمرہ کر کے ابھی چند روز ہوئے آ رہا ہوں۔ وہی بیت اللہ شریف' وہی مطاف' وہی حرم شریف' وہی طواف اور اشواط' اشواط تک میں اضافہ نہیں۔ یا زمانہ کے فرق کے ساتھ طواف میں کمی یا زیادتی کی جاتی یا اس کا مشورہ دیا جاتا یا ترتیب میں فرق لایا جاتا۔ کچھ نہیں۔ جیسا آنحضور ﷺ کر گئے اور بتا گئے ویسا ہی آج جاری ہے۔ خدا معاف کرے کہ جرات کی بات ہے۔ آج اگر دنیا میں صحابی بھی اٹھ کر آئیں۔ خدا کو یہ منظور ہوا اور ایسا پیش آ جائے۔ صحابی اگر نہیں تو کوئی بڑا ولی اور بزرگ آئے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور امام غزالیؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ آئیں اور تابعینؒ میں حضرت حسن بصریؒ یا امام علی زین العابدینؒ حضرت سعد بن المسیب اور حضرت اویس قرنیؒ تک آ جائیں یا پھر ہندوستان کے بزرگوں اور اقطاب میں خواجہ معین الدین چشتیؒ قبر سے اٹھ کر آ جائیں' بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ آ جائیں تو دنیا کو بدلا ہوا نہیں دیکھیں گے۔ دین کو ویسا ہی پائیں گے جیسا قرن اول میں تھا۔ جیسا سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور میں تھا اور اگر بعض چیزوں کو بدلا ہوا دیکھیں گے

بھی پائی چیزیں پائیں گے تو یہ نتیجہ ہے جہالت کا' غفلت کا' نفس پرستی کا' خواہش پرستی کا' دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا کہ یہی صحیح ہے۔ قرآن میں نہ کوئی تحریف کرسکتا ہے۔ نہ کرتا ہے اور نہ بن سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ:''انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔''

ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ فخر کرنا چاہیے اور امت اسلامیہ کو اس پر فخر کا پورا پورا حق ہے کہ اس کا دین مکمل ہو چکا ہے۔ پوری شریعت اب ہمارے سامنے ہے۔ اب اس شریعت میں کوئی اضافہ نہیں ہونا ہے اور اگر کوئی ایسا کرنے کی جسارت کرتا ہے تو وہ گستاخ رسول ﷺ ہے۔ ہم کسی بھی یورپین' انگریز اور کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کسی گوشہ اور چپہ میں چلے جائیے۔ یہی شریعت ملے گی جو یہاں ہے۔ یہی احکام ملیں گے جو یہاں ہیں۔ یہی ارکان ملیں گے جو آپ یہاں دیکھ رہے ہیں۔ نماز کے جو اوقات یہاں ہیں وہی دوسری جگہ ہیں۔ وہی لندن میں' وہی نیویارک میں' وہی ماسکو میں۔ کہیں کیسے بھی حالات ہوں' موسمی حالات ہوں' سیاسی حالات ہو'' خطرات ہوں' سفر کرنا ہو' گرم علاقے ہوں یا ٹھنڈے علاقے ہوں' اس میں کوئی تغیر نہیں۔ چھوٹے یا بڑے دن کی وجہ سے نماز پانچ وقت سے تین وقت یا پانچ وقت سے بڑھا کر سات وقت کی نہ کردی جائے گی۔ یا مغرب کی عصر کے وقت' عصر کی ظہر کے وقت نہیں کردی جائے گی۔ یاد رکھئے یہ سب فیض ہے اور عطیہ ہے ختم نبوت کے اعلان کا۔

اس کے بعد اب میں آپ سے ایک بات اور کہتا ہوں ایک مورخ کی حیثیت سے کہ اس عالمگیر دین اور اس دائمی و ابدی دین کے خلاف دنیا میں خاص طور سے غیر اسلامی حلقوں میں غیر دینی مملکتوں میں اور غیر اسلامی معاشروں میں یہ بڑی تشویش رہی کہ اس دین میں کس طرح تبدیلی کی جائے۔ کوئی کمی آجائے۔ اس کے لئے ان لوگوں نے جتن بھی کئے۔ خاص طور سے مسیحی قوم جو زیادہ بیدار مغز اور تعلیم یافتہ بھی ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے اس کا واسطہ بھی زیادہ پڑا ہے۔ اس کے لئے بڑی کوشش کی کہ اس دین کی وحدت اور جامعیت اس کی عالمیت اور ابدیت ختم ہو۔ تاریخ میں بہت سی ایسی چیزیں دبی ہوئی ہیں' دفن ہیں' کھوئی ہوئی ہیں کہ ان کا پتہ نہیں چلا۔ ورنہ یہ ثابت کردیا جاتا کہ مسیلمہ کذاب کے پیچھے مسیحی دماغ' عیسائی سازش کام کررہی تھی۔ اسود عنسی کے پیچھے کوئی غیر اسلامی طاقت کام کررہی تھی۔ طلیحہ وسجاح کے دعوائے نبوت کے پیچھے ایسا ہی تھا اور یہ قادیانی مذہب تو خالص برطانیہ زادہ ہے۔ میں اس کو سیدھے لفظوں میں کہوں گا کہ برطانیہ ساختہ ہے۔ مرزا قادیانی نے صاف صاف خود لکھا ہے کہ میں اور میرا خاندان حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یعنی ساختہ نہیں۔ خود کاشتہ پودا ہوں' ہاتھ سے لگایا ہوا پودا ہوں اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

''میں نے جہاد کے خلاف اور حمیت دین کے خلاف اور برطانیہ کی مخالفت کے خلاف کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ اگر انہیں جمع کردیا جائے تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔''

یہ سب ہماری اور ہمارے ان بزرگوں جو اس میدان کے شریک اور رفیق ہیں۔ ان کی کتابوں میں جو

آپ کے اہل علم کے اجتماع میں دی گئی (......) ہیں۔ اس میں ملاحظہ کیجئے۔ سب کچھ ملے گا۔

اور ہماری تو یہاں تک تحقیق ہے اور افسوس ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے پورا سامان نہیں مل سکا اور یہ کہ جب سرسید نے جو کہ توحید کے قائل تھے۔ ان کی والدہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی مرید تھیں اور ان کا نام سید احمد حضرت سید احمدؒ کے نام نامی ہی پر رکھا تھا۔ جب وہ تفسیر لکھ رہے تھے تو انہوں نے کہیں کہیں قادیانیت پر جرح کی‘ تنقید کی تو اس پر ان کے پاس اس وقت کے گورنر کا خط آیا اور وہ خط بہت دنوں تک علیگڑھ کے میوزیم میں اس خاص حصے میں جس میں سرسید کی ذات کے متعلق ان کے کاغذات‘ نوادرات اور قلمی چیزیں تھیں یہ موجود تھا۔ اس میں یہ صاف صاف تحریر تھا کہ آپ قادیانیوں کے خلاف کچھ نہ کہیے۔ یہ تحریک ہمارے مفاد میں ہے۔ یہ صاف صاف کہا انہوں نے اور یہ بات بالکل ثابت ہو چکی ہے کہ قادیانیوں نے اس جذبہ کو جو مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا حکومت برطانیہ کی مخالفت کا اور یہ میں تاریخ کے اور اس موضوع کے ایک طالب علم کی حیثیت سے بیان کرتا ہوں کہ جب انگریزوں کے قدم ہندوستان میں آ گئے اور ان کا قبضہ شروع ہوا تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک جذبہ اور ایک عزم پیدا ہوا۔ انگریزوں سے مقابلے کا اور انہوں نے سب سے پہلے خطرہ محسوس کیا اور مقابلہ شروع کیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سب سے پہلے جو خاندان میدان میں آئے اور جو طاقت میدان میں آئی وہ ٹیپو سلطانؒ تھے اور ان کا خاندان اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ٹیپو سلطانؒ اور ان کا خاندان حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ماموں اور نانا کا دامن گیر تھا اور بیعت تھا اور یہ بات کلکتہ میں جب حضرت سید احمد شہیدؒ ہو گئے تو ٹیپو سلطان شہیدؒ کے بیٹوں نے کہا کہ ہمارا خاندان تو آپ کے خاندان کا دست گرفتہ ہے تو جاننا چاہئے کہ سب سے پہلے ٹیپو سلطان شہیدؒ نے مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے۔ یہی نہیں بلکہ جس وقت وہ شہید ہو گئے تو انگریزوں کو یقین نہیں آتا تھا جب انہوں نے دیکھ لیا کہ شہادت پا چکے ہیں تو جنرل ہارس ان کی نعش مبارک کے پاس آیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ آج سے ہندوستان ہمارا ہے اور ٹھیک کہا اس نے۔

اب اس کے بعد میں آپ سے کہتا ہوں کہ سب سے پہلے انگریزی حکومت کے خطرے کا احساس ٹیپو سلطانؒ کو ہوا۔ انہوں نے اسلام مسلمانوں اور ملک کے لئے اسے پرخطر سمجھا اور حمیت دینی غیرت اسلامی پیدا کی اور غیرت وطنی بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کو کھڑا کیا اور 1831ء میں حضرت سید صاحبؒ کی شہادت ہو گئی۔ اس سے پہلے مہاراجہ گوالیار کو خط لکھا۔ یہ دیکھئے کہ زمانہ کون ہے۔ لکھنے والا کون ہے اور لکھا کسے جا رہا ہے۔ دیکھئے رائے بریلی کے ایک دیہات کا رہنے والا ایک بوریہ نشین اور ایک فقیر گوالیار کے تخت نشین اور راجہ کو خط لکھ رہا ہے کہ:’’ایں بے گانگان بعید الوطن وایں تاجران متاع فروش.......... الخ۔‘‘ کہ یہ خونچہ بیچنے والے‘ یہ خارجی عناصر‘ یہ پردیسی ہماری آپ کی زمین پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ آیئے ہم آپ مل کر ان کا مقابلہ کریں۔ بعد میں پھر یہ فیصلہ ہو گا کہ کون سی ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے۔ اسی طرح 1857ء میں جو جوش وولولہ تھا وہ بھی انہیں کا پیدا کیا ہوا تھا۔

سر ولیم ہنٹر نے صاف لکھا ہے کہ:''1857ء کے غدر میں اصل ذمہ دار مسلمان تھے اور انہیں کا پیدا کیا ہوا جوش تھا۔'' اور یہ بھی لکھا ہے کہ:''دہلی سے مراد آباد تک کوئی سفر کرتا تو درختوں پر مسلمانوں کی لاشیں لٹکتی نظر آتیں اور ان میں بھی زیادہ تر وہ لوگ تھے جن کا تعلق حضرت سید احمد شہیدؒ کی جماعت سے تھا۔''

اب انگریزوں کو اس کی ضرورت تھی کہ کون ایسا آدمی پیدا ہو جو ان کی دینی حمیت کو ختم نہ کر سکے تو کم از کم ٹھنڈا کر دے۔ ختم نہ کر سکے مگر کمزور کر دے۔ اس کے لئے انہوں نے قادیان کے رہنے والے مرزا قادیانی کا انتخاب کیا اور بہت صحیح انتخاب کیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا خاندان ان کا بہت دنوں سے وفادار چلا آرہا تھا۔ خود ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور وہی لوگ ان کے بہترین داعی' مبلغ بن سکتے تھے۔

خود انہوں نے لکھا ہے کہ:''میں نے انگریزوں کی حمایت اور جذبہ جہاد وحمیت دینی کی تردید میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔''

اس پر کم لوگوں کی نظر ہے کہ حقیقت میں یہ انگریزوں کی ایک سازش تھی جو اس لئے رچی گئی تھی کہ مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد کم ہو۔ حمیت وغیرت اسلامی ختم ہو۔ ادھر ترکی سلطنت کا بھی اثر تھا۔ ادھر مسلمان بالکل کمر بستہ اور نبرد آزما تھے۔ انگریزی حکومت سے ان کے دلوں میں نفرت تھی اور کراہت تھی جو کسی دوسری قوم میں نہ تھی۔ ایک بات اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس نفرت میں جب تک دینی عقیدت شامل نہ ہو' خدا کا خوف شامل نہ ہو' اس میں وہ گہرائی اور جوش پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بات صرف مسلمانوں کو حاصل تھی۔ انگریز اس کو خوب سمجھتے تھے کہ ان کی مخالفت زیادہ خطرناک ہے۔ دوسری مخالفتوں کے مقابلے میں۔ دوسری قوموں کی ہم سے مخالفت میں کوئی گہرائی نہیں ہے اور اس میں استحکام نہیں ہے اور اس کے ساتھ جو اس کا مذہبی مرتبہ ہوتا ہے مذہبی تحریک ہوتی ہے اور مذہبی ترغیب جو ہوتی ہے وہ شامل نہیں۔ اس لئے ان کا مقابلہ کوئی مسلمان مدعی نبوت ہی کر سکتا ہے تو اس طرح انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیان سے کھڑا کیا اور اس کی پوری پوری سرپرستی وحمایت کی۔

تو ایک بات یہ یاد رکھئے کہ یہ جو دین صحیح شکل میں آج تک موجود ہے کہ آج آپ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے ہیں۔ امید ہے کل بھی اسی وقت نماز پڑھیں گے جو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی ہے جو صحابہ کرامؓ نے مدینہ طیبہ میں پڑھی ہے۔ پھر مکہ معظمہ میں پڑھی ہے اور آج بھی پڑھی جارہی ہے۔ یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ یہ کسی ذہانت کا' یہ کسی منصوبہ بندی کا' یہ کسی اجتہاد کا اور کسی عبقریت اور مافوق البشر اور مافوق الفطرت لیاقتوں وصلاحیتوں کا نتیجہ نہیں۔ یہ نتیجہ ہے اور احسان ہے صرف اور صرف اعلان ختم نبوت کا اور اتمام نبوت کا۔ وہ نبوت ختم ہوگئی۔ اب کسی کو ضرورت نہیں کہ کہے کہ اب بہت دن ہوگئے۔ ایک زمانہ بیت گیا۔ اس لئے اب عشاء کا وقت تبدیل ہو۔ کسی اور وقت نماز ہونی چاہئے۔ اور چار رکعت زیادہ ہیں۔ کیونکہ یہ دور بڑی مصروفیت کا دور ہے اور لوگوں کے اعضاء وجوارح بھی اب ویسے نہیں رہے جیسے پہلے لوگوں کے تھے۔ اب دو رکعت پڑھی جانی چاہئے۔ کوئی کہے کہ اب وتر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو حیدر اسخ کرنے کے لئے تھی۔ اب یہ کام ہو چکا۔ یاد رکھئے۔ عالم اسلام کا بڑے سے

بڑا مجتہد اور عالم' مصلح اور ریفارمر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا ہونا چاہئے۔ یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا۔ اس لئے ہم کو اس کو مضبوطی سے پکڑنا اور دانتوں سے دابنا چاہئے''عروۃ الوثقیٰ۔'' بنا کر کے ہم اس پر قائم ہی نہ رہیں۔ بلکہ ہمارے اندر اس سلسلے میں شدید غیرت پائی جاتی ہے۔ ختم نبوت کا دعویٰ کرنے کا کسی کو موقع نہ دیا جائے۔ کسی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس سلسلے میں ایسا رد عمل ری ایکشن ہو تو پھر کسی کی جرات ہی نہ ہو۔ افسوس ہے کہ جب مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تو اس وقت دینی حمیت وغیرت ہمارے اندر ویسی نہ رہی تھی جیسی ہونی چاہئے تھی۔ ایسے لوگ بھی اٹھتے جا رہے تھے جو اس وقت اس کی زبان منہ سے کھینچ لیتے۔ بنیادی بات یہ کہ انگریزوں کی انہیں سرپرستی حاصل تھی اور جو کچھ وہ کہہ رہے تھے اور کر رہے تھے وہ سب انگریزوں کے سایہ تلے تھا۔

اب میں زیادہ آپ کا وقت لینا نہیں چاہتا اور بات کو طول دینا نہیں چاہتا۔ بس یہ کہتا ہوں کہ آپ اس کو اسلام کے لئے پھر سے سب سے بڑا خطرہ سمجھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے میں ایک اطمینان ہے۔ ختم نبوت کا اعلان نہ ہوتا تو آدمی آسمان کی طرف دیکھتا رہتا کہ شاید پھر کوئی وحی آ رہی ہو۔ کوئی روشنی ظاہر ہو رہی ہو۔ پھر کوئی نبی آنے والا ہو۔ اور جگہ جگہ لوگ نبی کے منتظر ہوتے اور لوگوں کو دعویٰ کرنے کا موقع ملتا۔ لیکن ایسا اس لئے نہ ہو سکا کہ مسلمانوں کا اجتماعی طور پر ایمان اور عقیدہ تھا کہ:''الیوم اکملت لکم دینکم .... الخ ،''

علامہ اقبالؒ نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے جو بڑے سے بڑا متکلم اور فلسفی کہتا تو اس کو زیب دیتی۔ بہت خوب بات کہی۔ ایسی بات کہ اس کی شرح میں ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ:

''دین و شریعت تو قائم ہے کتاب و سنت سے۔ دین و شریعت کی بقاء اور دین و شریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب و سنت سے۔ جب تک کتاب و سنت ہے دین باقی ہے۔ دین و شریعت باقی ہے۔ لیکن امت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔''

امت امت اس وقت تک ہے جب تک ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رہا تو یہ امت امت نہیں۔ پھر امت نہیں امتیں جنم لیں گی۔ امتیں بھی کیا گروہ جماعتیں بنیں گی اور کھیل تماشہ ہو جائے گا۔ آج کوئی اس کونہ میں بیٹھا نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کوئی اس گوشے میں بیٹھا اپنے کو نبی بتا رہا ہے۔ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ میرے پاس اردو میں وحی آ رہی ہے۔ کوئی باور کرا رہا ہے کہ میرے پاس ہندی میں اور انگریزی میں باری باری وحی آتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک شہر سے کئی کئی نبوت کے دعویدار ہو سکتے ہیں۔ اس میں منافست چل جائے گی۔ کسی کا دعویٰ زیادہ موثر ہوتا ہے۔ کسی کے دعوے پر کتنے زیادہ لوگ لبیک کہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہماری توانائیاں' ہماری طاقت وزور .... ہمارا ذہن ودماغ' ہماری ذہنی غیرت وحمیت' ہمارا دینی فکر وعمل بجائے تعمیر کے بجائے دین کی دعوت دینے کے اور اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت میں لگنے کے اپنی خودساختہ تعلیمات کی اشاعت اور اپنے بنائے ہوئے دین کی دعوت میں لگیں گی۔

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی پریس کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملک بھر کے مبلغین حضرات کا 3-2 فروری کو دو دن شب و روز اجلاس جاری رہا۔ پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کی تحریک کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس نے متفقہ طور پر پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے واحد رکاوٹ جناب پرویز مشرف کو قرار دیا۔ حکمران جماعت کے سربراہ‘ وزیراعظم‘ وفاقی وزیر مذہبی امور‘ وفاقی وزیر اطلاعات‘ پنجاب‘ سرحد‘ سندھ کے وزرائے اعلیٰ‘ سرحد صوبائی اسمبلی‘ ملتان‘ حیدرآباد اور بھکر کی ڈسٹرکٹ اسمبلیوں کی قراردادوں‘ ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے سربراہ اس پر متفق ہیں کہ پاسپورٹ میں خانہ مذہب کو بحال کیا جائے۔ لیکن صرف اور صرف جناب پرویز مشرف قادیانیوں کو خوش کرنے کے لئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ملک بھر میں مظاہرے‘ کانفرنسیں‘ میٹنگیں اور احتجاج جاری ہے۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ وہ اس مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اپنی تحریک کو مزید منظم کریں۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ:

1...... فروری کے ابتدائی عشرہ میں لاہور میں سربراہی آل پارٹیز گول میز ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے۔

2...... کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ فعال و منظم کیا جائے۔

3...... پورے ملک کے ضلعی مقامات پر ضلعی ختم نبوت کانفرنسیں‘ ضلعی علمائے ختم نبوت کنونشن‘ پریس کانفرنسیں اور مظاہرے کئے جائیں۔

اس کے لئے کراچی میں تمام دینی جماعتوں کا اجلاس بلاکر کراچی شہر کے 25 مختلف اہم مقامات پر 6 فروری 2005ء سے ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اندرون سندھ کی ضلعی کانفرنسوں کے پروگرام کی ترتیب کے لئے 12 فروری کو ٹنڈو آدم میں اجلاس طلب کر لیا گیا ہے۔ سرحد میں ضلعی کانفرنسوں کی تشکیل کے لئے حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کو کنوینز اور بلوچستان کے لئے حضرت مولانا عبدالواحد‘ حضرت مولانا محمد عبداللہ اور حضرت مولانا قاری انوار الحق حقانی پر مشتمل کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ پنجاب کے ضلعی مقامات پر کانفرنسوں کا یہ شیڈول مرتب کیا گیا ہے:

22 فروری 2005ء کو بہاول پور‘ 23 فروری رحیم یار خان‘ 24 فروری سکھر‘ 25 فروری لودھراں‘

25 فروری حاصل پور' 25 فروری بہاول نگر' 26 فروری ساہیوال' 27 فروری اوکاڑہ' 28 فروری قصور' 1 مارچ 2005ء شیخوپورہ' 2 مارچ گوجرانوالہ' 3 مارچ نارووال' 4 مارچ گجرات' 4 مارچ جہلم' 5 مارچ منڈی بہاؤالدین' 5 مارچ حافظ آباد' 6 مارچ خوشاب' 7 مارچ میانوالی' 8 مارچ بھکر' 9 مارچ لیہ' 10 مارچ مظفرگڑھ 11-12 مارچ ملتان' 13 مارچ وہاڑی' 14 مارچ پاکپتن' 15 مارچ جھنگ' 16 مارچ ٹوبہ ٹیک سنگھ' 17 مارچ فیصل آباد' 18 مارچ خانیوال' 19 مارچ ڈیرہ غازی خان' 20 مارچ راجن پور' 23 مارچ چکوال' 24 مارچ اٹک' 25 مارچ راولپنڈی میں منعقد ہوں گی۔

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کریں گے

کراچی: نئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہ کرنے کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر کراچی اور اندرون سندھ میں گزشتہ جمعہ کو احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ سب سے بڑا مظاہرہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے باہر نماز جمعہ کے بعد کیا گیا۔ جس میں مختلف مذہبی جماعتوں کے کارکنوں نے شرکت کی۔ مظاہرے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' متحدہ مجلس عمل میں شامل جماعتوں جمعیت علمائے اسلام' جماعت اسلامی' مسلم لیگ (ن) سمیت دیگر جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرت مولانا مفتی راشد مدنی نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو بحال نہ کر کے تحریک ختم نبوت 1974ء جیسی تحریک شروع ہو سکتی ہے۔ حضرت مولانا عمر صادق نے کہا کہ حکومت نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہ کیا تو مذہب کے خانے کی بحالی تک مذہبی جماعتوں کا احتجاج جاری رہے گا۔ حضرت مولانا اسعد تھانوی نے کہا کہ حکومت نے داڑھی اور پردے کے خلاف بیان بازی شروع کر دی ہے جس کے بعد صورت حال گھمبیر ہو چکی ہے۔ مسلم لیگ کے جناب خواجہ طارق نذیر نے کہا کہ پاسپورٹ کے خانے کی بحالی پر مسلم لیگ (ن) مذہبی جماعتوں کے ساتھ ہے۔ احتجاجی مظاہرے کے بعد ریلی نکالی گئی جسے انتظامیہ نے جبیل والی مسجد سے آگے جانے کی اجازت نہیں دی۔ یہاں حضرت مولانا اقبال احمد صاحب نے دعا کرائی جس کے بعد مظاہرین پر امن طور پر منتشر ہوئے۔

علاوہ ازیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان' حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' حضرت مولانا مفتی زرولی خان' حضرت مولانا نورالہدیٰ' حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی' حضرت مولانا مظہر الدین' حضرت مولانا مفتی محی الدین' حضرت مولانا اسعد تھانوی' حضرت مولانا عبدالکریم عابد اور دیگر نے نماز جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو پاسپورٹ کے ذریعہ اسلامی ملک کا مسلمان شہری ظاہر کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ وزیر داخلہ کو ان کی ترجمانی اور پشت پناہی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی ملک کی اکثریت کا مطالبہ ہے۔ جس کو پورا کیا جانا چاہئے اور قادیانیوں کو غیر آئینی اور غیر قانونی مراعات کا سدباب کیا جانا چاہئے۔ حکومتی اجلاس میں پاسپورٹ کا مسئلہ زیر غور آنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ کابینہ کے

اجلاس میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی کا فیصلہ ہی اس کا حل ہے۔

پشاور: 17 دسمبر کو صبح کی عموماً اور ضلع پشاور کی جامع مساجد میں خصوصاً یوم تحفظ ختم نبوت بسلسلہ خانہ مذہب پاسپورٹ منایا گیا۔ بعد ازاں 18 دسمبر آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کے فیصلوں کو بجالاتے ہوئے 24 دسمبر کو پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے یک نکاتی ایجنڈا پر یوم ختم نبوت منایا گیا اور شہر اور مضافات کے چیدہ چیدہ مقامات سے مظاہروں کا انعقاد کیا گیا۔

31 دسمبر کو پشاور اور قریبی اضلاع میں رفقاء مجلس پشاور کی جانب سے ذاتی اور جماعتی رابطوں کے ذریعے خطباء سے اپیل کی گئی اور 31 دسمبر کو یوم ختم نبوت کا احتجاج مساجد تک محدود رکھا گیا۔ 7 جنوری سے پہلے ختم نبوت کے عنوان سے کانفرنس کے انعقاد کا حکم یوں بجالایا گیا کہ اللہ کے فضل وکرم سے صوبہ سرحد میں تاریخ میں پہلی بار نشتر ہال میں عظیم الشان ختم نبوت سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کے مہمان خصوصی چیئرمین رابطہ کمیٹی ختم نبوت حضرت مولانا حافظ حسین احمد صاحب مدظلہ تھے۔ جنہوں نے سیمینار میں خطاب کے علاوہ پریس کانفرنس بھی فرمائی اور مجلس کے لائحہ عمل کے مطابق اپنا موقف انتہائی موزوں اور مدلل انداز سے بیانگ دہل پیش کیا۔ اور 7 جنوری بروز جمعۃ المبارک قبل از نماز جمعہ پشاور پریس کلب کے سامنے حسب ہدایت آنجناب بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ ان تمام پروگراموں میں صدر پرویز اور خصوصاً وزیر داخلہ کے طرز عمل کی بھرپور مذمت کی گئی۔ بطور مثال ایک نعرہ حاضر خدمت ہے کہ: ''مذہب کا خانہ بحال کرو...... شیر پاؤ کا خانہ خراب کرو۔''

چناب نگر: کل جماعتی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر کہ 31 دسمبر 2004ء کا جمعۃ المبارک یوم ختم نبوت کے طور پر منایا گیا۔ اس سلسلے میں ایک اہم اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوا۔ جس میں چناب نگر کے علاوہ چنیوٹ' لالیاں' احمد نگر اور چھنی قریشیاں کے قابل قدر علمائے کرام نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت حضرت مولانا مسعود احمد سروری نے فرمائی۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ' حضرت مولانا محمد الیاس' حضرت مولانا قاری اللہ یار ارشد' جناب واجد علی شیرازی' جناب حافظ محمد یوسف' حضرت مولانا محمد یار قادری' حضرت مولانا محمد ایوب چنیوٹی' حضرت مولانا عابد' جناب صوفی نور محمد' حضرت مولانا فیض نذیر' حضرت مولانا سیف اللہ خالد' حضرت مولانا یعقوب ربانی' جناب قاری عبدالکریم' جناب قاری فیض احمد سلیمی' جناب قاری مسعود' حضرت مولانا احمد یار اور مولانا محمد اسماعیل شامل ہیں۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز دن بارہ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں شرکاء نے کہا کہ حکومت نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ مذہب کے خانے کے خاتمے سے قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے روپ میں حرمین شریفین جائیں گے۔ جو کہ ان کے سوسالہ کفریہ ایجنڈے کی تکمیل ہوگی۔ حکومت کا یہ اقدام اللہ اور رسول کے ساتھ اعلان بغاوت ہے۔ جس کا مقصد اللہ کی ناراضگی اور اللہ کے دشمنوں کی خوشنودی

حاصل کرنا ہے۔ شرکاء نے بتایا کہ قادیانی احمد نگر میں جنازے کا اعلان لاؤڈ سپیکر پر کرتے ہیں۔ گلیوں میں ٹولیاں بنا کر درود پڑھتے ہیں۔ السلام علیکم کے الفاظ کہتے ہیں اور گھروں میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ چھنی قریشیاں میں اپنے رشتہ داروں کے ذریعے تبلیغ کرتے ہیں۔ گھروں میں باقاعدہ تبلیغ کے لئے لڑکیاں بھیجتے ہیں۔ اپنی پریس ضیاء الاسلام کے ذریعے لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ علی الاعلان تبلیغی سرگرمیاں کھڑکن' لالیاں' احمد نگر اور چناب نگر میں جاری ہیں۔ رات کے وقت سیکورٹی کے ذریعے مسافروں کو حراساں کرتے ہیں اور زبردستی قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چناب نگر میں جگہ جگہ چناب نگر کی بجائے ربوہ' ربوہ گنڈز' ربوہ کلاتھ ہاؤس کے الفاظ لکھ رہے ہیں۔ قادیانی علی الاعلان شعائر اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ کلمہ طیبہ کا استعمال' مکانوں پر مختلف آیات لکھ رہے ہیں۔ جس میں نہ صرف اسلام اور شعائر اسلام کی توہین ہے بلکہ پاکستان کے آئین کی علی الاعلان خلاف ورزی ہے۔ جس پر مسلم امہ کو تشویش ہے۔

اجلاس کے شرکاء نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی کہ 31 دسمبر کا جمعۃ المبارک یوم ختم نبوت کے طور پر منایا جائے۔ جس میں متفقہ طور پر یہ مطالبات پیش کئے گئے:

1...... حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرے اور پہلے سے بنے پاسپورٹ ضبط کرے۔

2...... قادیانیوں کی پریس ضیاء الاسلام کو سر بمہر کیا جائے۔

3...... قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

4...... قادیانیوں کو شعائر اسلام کی توہین و اسلام سے روکا جائے۔

5...... شناختی کارڈ میں فوری طور پر مذہب کا خانہ بحال کیا جائے۔

اگر حکومت نے یہ مطالبات تسلیم نہ کئے تو چناب نگر' چنیوٹ' لالیاں' کھڑکن' احمد نگر اور ڈاور کی مسلم عوام اپنے مرکزی قائدین کی قیادت میں آئندہ جمعۃ المبارک جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں پڑھیں گے۔ جس میں ان مطالبات کے بارے میں حکومت سے بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔

راولپنڈی: گزشتہ دنوں پریس کلب راولپنڈی میں ایک بھرپور ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا پیر عبدالشکور نقشبندی صاحب نے کی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ حکومت جب تک پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہیں کرتی ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس کے بعد حضرت مولانا حکیم قاری گل رحمن ایم این اے کراچی کا بیان ہوا۔ آپ نے حکومت کو تنبیہ کی کہ حکومت پاکستان پاسپورٹ میں ہر صورت میں مذہب کا خانہ بحال کرے اور قادیانیت نوازی ترک کردے۔ ورنہ ہم قادیانی نواز حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ آخر میں سیمینار کے مہمان خصوصی حضرت مولانا حافظ حسین احمد صاحب ایم این اے سربراہ رابطہ کمیٹی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا تفصیلی بیان ہوا۔ آپ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کی

قادیانیت نوازی بتاتی ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ ہم از سر نو جناب جنرل پرویز مشرف' وزیراعظم جناب شوکت عزیز' وزیر داخلہ جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ کے خاندانوں کے بارے میں تحقیق کریں گے کہ آیا یہ مسلمان ہیں یا کہ قادیانی۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اکابرین حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ' جناب پروفیسر عبدالغفور اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دن رات محنت کر کے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ ہم قطعاً اجازت نہیں دیں گے کہ حکومت پاکستان قادیانیت نوازی کرتے ہوئے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرے۔ ہم سرتن کی بازی لگا کر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرائیں گے۔ جب تک پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہیں اور جو پاسپورٹ بغیر خانہ مذہب کے چھپ چکے ہیں وہ منسوخ نہیں ہوتے اس وقت تک تحریک چلتی رہے گی۔ ہم ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لئے جان تک قربان کر دیں گے۔ سیمینار کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد و راولپنڈی نے ادا کئے۔

7 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو یوم ختم نبوت منایا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 7 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو یوم ختم نبوت اسلام آباد میں بھرپور طریقے سے منایا گیا۔ جامع مسجد شہداء سے ایک بڑا جلوس نکالا گیا جو کہ آبپارہ چوک میں آ کر ایک بڑے جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جلسہ عام سے متحدہ مجلس عمل کے رہنما جناب میاں اسلم ایم این اے' حضرت مولانا قاری سہیل عباسی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا مفتی محمود الحسن' حضرت مولانا قاری عبدالوحید قاسمی' حضرت مولانا خالد میر اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے اپنے بیانات میں حکومت پاکستان پر زور دیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے اور جو پاسپورٹ بغیر خانہ مذہب کے چھپ چکے ہیں انہیں منسوخ کیا جائے۔ اعلیٰ عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ جب تک پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہیں ہوتا اس وقت تک تحریک چلتی رہے گی۔ عاشقان مصطفیٰ ﷺ ناموس رسالت پر جان کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ جلسہ میں ہزاروں فرزندان اسلام شریک ہوئے۔ آخر میں جناب حکیم قاری محمد یونس صاحب کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کنونشن کوئٹہ

آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک روزہ احتجاجی کنونشن سے مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام' وکلاء' تاجروں اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت ﷺ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بدھ کی سہ پہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ایک روزہ احتجاجی کنونشن آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر حضرت مولانا نور محمد ایم این

اے کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے مختلف مکاتب فکر' دینی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں' جامع مسجد مرکزی کے خطیب حضرت مولانا انوارالحق حقانی' مجلس کے صوبائی امیر حضرت مولانا عبدالواحد' جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حضرت مولانا عبدالقادر لونی' جماعت اہل سنت بلوچستان کے امیر حضرت مولانا محمد عباس قادری' جمعیت علمائے اسلام کے رہنما جناب صاحبزادہ عبدالقدوس ساسولی' جمعیت اہل حدیث کے جناب سید عبدالمنان شاہ' حضرت مولانا قاری عبداللہ منیر' حضرت مولانا عبدالکبیر برشوری' جمعیت لائرز فورم کے جناب محمد علی ایڈووکیٹ' انجمن تاجران بلوچستان کے چیئرمین جناب سید محمد آغا اور جماعت اسلامی کے جناب عبدالقیوم کاکڑ نے خطاب کیا۔

حضرت مولانا نور محمد ایم این اے نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران امریکی ایجنڈے پر عمل درآمد کررہے ہیں۔ وہ پاکستان کا دینی اور اسلامی تشخص ختم کررہے ہیں اور ایجنڈے کی تکمیل کے لئے حدود آرڈیننس ناموس رسالت ﷺ کے قوانین میں ترمیم کی جارہی ہیں۔ مدارس پر حملہ کئے جارہے ہیں۔ طلباء کو بے دینی کی طرف راغب کرنے کے لئے نظام تعلیم این جی اوز کے حوالے کیا جارہا ہے۔ دینیات سے سورۃ توبہ اور جہاد کے بارے میں تمام آیات نکال دی ہیں۔ اب پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کردیا ہے۔ حکمران اسلامی ملی تشخص ختم کرنے پر ندامت محسوس نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علماء پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ وہ حکمرانوں کے عزائم کے بارے میں قوم کو آگاہ کریں اور آئندہ جمعۃ المبارک 7 جنوری کو یوم صدائے ختم نبوت منائیں۔ علمائے کرام مساجد میں خطبہ جمعہ میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے اخراج کے مضمرات سے آگاہ کریں۔ کیونکہ حکمرانوں نے سازش کرکے قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل ہوکر مقامات مقدسہ کی توہین کا موقع فراہم کیا۔ انہوں نے صوبہ میں تمام دینی جماعتوں کے ضلعی سربراہوں اور علمائے کرام سے اپیل کی کہ 7 جنوری کو نماز جمعہ کے بعد احتجاجی ریلی نکالیں اور پریس کلبوں کے سامنے مظاہرہ کریں۔

حضرت مولانا انوارالحق حقانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے کھلے دشمن ہیں۔ حکومت ان کو ارتدادی سرگرمیوں کی اجازت دے رہی ہے اور پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے ساتھ پاسپورٹ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جگہ صرف پاکستان تحریر ہے۔ یہ مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے خلاف اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ تاکہ ملک کو سیکولر بنایا جائے۔ مجلس کے صوبائی امیر حضرت مولانا عبدالواحد نے کہا کہ قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل ہوکر مقامات مقدسہ کا تقدس پامال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حضرت مولانا عبدالقادر لونی نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کے لئے مسلمان ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ حکمران بھول میں نہ رہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی یاد تازہ ہوجائے گی۔ جس طرح لاہور میں دس ہزار نوجوان ناموس رسالت ﷺ پر جان نچھاور کرگئے۔ جماعت اہل سنت بلوچستان کے رہنماء جناب محمد عباس قادری نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کے خلاف ہمارے بزرگوں حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ امیر ملت جماعت پیر علیؒ شاہ' مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اور امام اہل سنت

حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے تحریک چلائی کہ تمام اہل سنت ناموس رسالت ﷺ پر کٹ مرنے کے لئے تیار رہیں۔ جماعت اسلامی کے ضلعی جنرل سیکرٹری جناب عبدالقیوم کاکڑ نے کہا کہ مسلمان تحریک ختم نبوت میں جماعتی اور ملکی سیاست سے بالاتر ہو کر حصہ لیتے ہیں۔ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ کسی پر احسان نہیں ہے۔ جمعیت اہل حدیث کے جناب سید عبدالمنان شاہ نے کہا کہ ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یہ اساسی مسئلہ ہے۔ جناب صاحبزادہ عبدالقدوس ساسولی نے کہا کہ مسلمانوں میں انتشار اور افتراق سے لادین قوتیں زور پکڑ رہی ہیں۔ مسلمان ناموس رسالت ﷺ کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت مولانا قاری عبداللہ منیر نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے کھلے دشمن ہیں اور ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہیں۔ حکمران نظریہ پاکستان کے منافی اقدامات کر رہے ہیں اور قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالکبیر برشوری نے کہا کہ حکمرانوں نے شعائر اسلام کی تضحیک کی اور عقائد پر ضرب ناقابل برداشت ہے۔ جمعیت لائرفورم کے جناب محمد عابد علی ایڈووکیٹ نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت پر ہر مسلمان جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ حکومت کی طرف سے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے پر ملت اسلامیہ میں تشویش اور اضطراب ہے۔ وکلاء اس دینی مسئلہ پر مسلمانوں کے ساتھ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر مسلمان کمربستہ ہے۔ اس بارے میں دو رائے نہیں ہیں۔ انجمن تاجران بلوچستان کے چیئرمین جناب سید آغا تاج محمد نے کہا کہ دینی مسئلہ پر تاجر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ یہ دینی مسئلہ ہے۔

آخر میں ایک قرارداد میں مطالبہ کیا کہ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ فوراً بحال کرے۔ کنونشن میں مدرسہ مطلع العلوم کے بزرگ استاد حضرت مولانا عبداللہ پانیزئی صاحبؒ کی وفات پر اور حضرت مولانا مفتی خالد محمود کے والد محترم وممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دیوبندیؒ کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی۔ صوبائی وزیر حضرت مولانا عبدالرحیم بازئی نے دعا کرائی۔ کنونشن میں جمعیت اہل حدیث کے حضرت مولانا فضل ربی بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے جمعیت کی طرف سے مکمل تعاون کا اعلان کیا۔

کوہاٹ: گزشتہ دنوں پورے ملک کی طرح کوہاٹ میں بھی پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کے اخراج کے سلسلے میں زبردست احتجاجی جلوس وجلسہ منعقد کیا گیا جو کہ آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام رہا۔ احتجاجی جلوس جامع مسجد حضرت حاجی بہادر سے نکالا گیا جو کہ شاہ فیصل گیٹ کے سامنے جلسے کی صورت اختیار کرگیا۔ اس احتجاجی جلسہ کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمنان صاحب نے کی۔ جلسہ سے کالعدم سپاہ صحابہ‘ مسلم لیگ (ن)‘ جمعیت علمائے اسلام (ف) اور (س)‘ تاجر برادری کے صدر نے خطاب کیا۔ اس سے قبل احتجاجی اجلاس میں شہر کے تمام صدور نے شرکت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ مسئلہ ختم نبوت پر ہر قربانی کے لئے ہم حاضر ہیں۔

احتجاجی جلسہ وجلوس کی تمام کاروائی بھائی محمد علی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ نے چلائی۔ احتجاج میں کارکنان ختم نبوت نے بھرپور اور جوش وخروش سے شرکت کی۔

مانسہرہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے فیصلہ کے مطابق ملک کے دیگر شہروں کی طرح ضلع مانسہرہ کے طول وعرض میں بھی احتجاجی جلوس اور بیانات کا سلسلہ 24 دسمبر 04ء کو جاری رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ کے امیر حضرت مولانا مفتی وقار الحق صاحب 23 دسمبر کو نیومراد پور تشریف لائے اور مدرسہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نیومراد پور کے مہتمم جناب قاری محمد شاہ نقشبندی سے طویل ملاقات کی۔ بعد ازاں علاقہ کا دورہ فرمایا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئر پکھل کے ناظم جناب قاری محمد شاہ نقشبندی نے جامع مسجد بلال افضل آباد کے...... خطبہ جمعہ میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو فی الفور بحال کیا جائے اور شناختی کارڈ میں بھی مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ وزیر داخلہ کے دوٹوک انکاری بیان پر سخت غصہ کا اظہار کیا گیا کہ وزیر داخلہ مشرف بچاؤ تحریک کے قائد معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح مشرف بھگاؤ تحریک کا آغاز کر رہے ہیں۔ اجلاس میں سخت الفاظ میں مطالبہ کیا گیا کہ ناموس رسالت ﷺ کے نازک مسئلہ پر آئندہ حکمرانوں کو سوچ سمجھ کر بیان دینا چاہئے۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا بند کیا جائے اور طے شدہ مسائل کو از سر نو ابھارا جائے۔ اس سے ملک میں افراتفری پیدا ہوگی۔ جس کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے مسلمانوں نے اعلان کیا کہ ہمارے اکابرین جو بھی فیصلہ کریں گے ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔ خواہ جان کی بازی بھی لگانی پڑے۔

اظہار تعزیت

☆...... حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کی والدہ ماجدہ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں انتقال فرما گئیں۔

☆...... صندووال میں عالمی مجلس کے رہنما ملک محبوب اعوان دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔

☆...... جناب گل فراز احمد خان طویل علالت کے بعد راولپنڈی میں انتقال فرما گئے۔

☆...... حضرت مولانا غلام محمود انور کے والد محترم جناب حاجی نذیر احمد اوکاڑہ میں انتقال فرما گئے۔

☆...... جناب ڈاکٹر محمد نواز کے والد چناب نگر کے قریب احمد نگر میں انتقال فرما گئے۔

☆...... حضرت مولانا عبدالاحد کی اہلیہ محترمہ اوکاڑہ میں انتقال فرما گئیں۔

☆...... جناب حاجی محمد نواز کی اہلیہ محترمہ خوشاب میں انتقال فرما گئیں۔

عالمی مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے حلقہ کے مبلغین حضرات نے ان حضرات کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا۔ عالمی مجلس کے تمام اکابرین اور ادارہ لولاک ان تمام مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان تمام مرحومین کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائیں۔

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ بھی وصال فرما گئے!

بزرگ عالم دین حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ ۱۴ جنوری ۲۰۰۵ء کو نواب شاہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ ملکانی بلوچ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد جناب گل محمد خان متوسط درجہ کے زمیندار تھے۔ حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ نے ابتدائی تعلیم حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کے قائم کردہ مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف میں حاصل کی۔ مدرسہ نعمانیہ ملتان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے ہاں بھی عرصہ تک پڑھتے رہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بانی جامعہ قاسم العلوم مفتی ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید تھے۔ غالباً اپنے استاذ کی ترغیب سے حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی چلے گئے۔ یہ ۱۹۴۰ء کی بات ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دورہ حدیث شریف کے لئے دیوبند حاضری دی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی شاگردی و بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تب سے مولانا دوست محمدؒ نے اپنے نام کے ساتھ مدنی کا لاحقہ لگانا شروع کر دیا۔ یوں اب حضرت مولانا دوست محمد صاحبؒ کو مدنی کے نام سے دنیا آپ کو جاننے پہچاننے لگی۔

۱۹۴۴ء کے اواخر میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ملتان وخانیوال کے درمیان شام کوٹ کی بستی سیداں میں امامت وتدریس کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ کچھ عرصہ بعد خانیوال کی مسجد لوکرشیڈ میں خطیب مقرر ہو گئے۔ یہ زمانہ آپ کی بھرپور جوانی کا زمانہ تھا۔ درمیانہ قد' گندھا ہوا جسم' سفید کالی داڑھی' تقریر کے لئے جاتے تو ہاتھ میں عصاء اور عربی کالے رنگ کا عربی جبہ استعمال کرتے۔ رسیلی آواز' دلائل گرم اور الفاظ نرم آپ کی خطابت کی پہچان تھی۔ گھنٹوں کھڑے ہو کر بلا تکان بولنا اور سامعین کو دم بخود کرنا یہ آپ کی شان تھی۔ راقم ابھی مڈل کلاس میں پڑھتا تھا۔ تب نور پور نورنگہ کے قریب ایک بستی میں آپ کے بیان کا اعلان ہوا۔ آپ کے داعی ومیزبان کے رشتہ دار مولانا حضور احمد بریلوی مکتب فکر کے عالم دین ہمارے گاؤں میں خطیب تھے۔ انہوں نے سنا کہ ہمارے رشتہ دار نے ایک دیوبندی عالم بلایا ہے تو بل کھا کر رہ گئے۔ اس زمانہ میں دیوبندی اور بریلوی مسئلہ عروج پر تھا۔ مولانا حضور احمد نے ٹھان لی کہ اس گاؤں میں جا کر حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ کی تقریر میں اعتراض کر کے ان کو زچ کرنا ہے۔ مولانا حضور احمد دو چار خدام کے ساتھ چل پڑے۔ فقیر بھی تماش بین کے طور پر اس گروہ میں شامل تھا۔ چھ سات میل پیدل سفر کر کے وہاں پہنچے۔ درختوں کے جھنڈ کے گھنے سایہ میں جلسہ عروج پر تھا۔ ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ یہ سٹیج تھی۔ اس دور میں سپیکر خال خال جلسوں میں

استعمال ہوتا تھا۔ نظم ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ مولانا حضور احمد رفقاء سمیت سامعین میں بیٹھ گئے۔ جلسہ کے داعی مولانا حضور احمد کے رشتہ دار دوڑے ہوئے آئے اور مولانا حضور احمد کو سٹیج یعنی چارپائی پر بیٹھنے کے لئے اصرار کیا۔ لیکن مولانا حضور احمد غصہ میں تھے کہ ہمارے رشتہ دار ہوکر دیوبندی کو کیوں بلایا۔ اس لئے سامعین میں بیٹھے رہے۔ حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ کو مولانا حضور احمد سے واقفیت نہ تھی اور نہ ہی صورت حال سے باخبر تھے۔ نظم ختم ہوئی۔ عربی میں خطبہ پڑھا۔ جھوم اٹھے۔ رسیلی تلاوت کی تو سامعین سراپا گوش با آواز ہوگئے۔ اب تقریر شروع کی تو چند منٹوں میں پورا اجتماع ان کی مٹھی میں تھا۔ گرمی کے زمانہ میں ظہر سے عصر تک اڑھائی گھنٹے بیان ہوا۔ تمام تقریر دیوبندی بریلوی نزاع کے تناظر میں تھی۔ مگر کیا مجال ہے کہ پوری گفتگو میں کوئی کمزور بات' تیز یا ترش لہجہ اختیار کیا ہو۔ دعا ہوئی۔ مولانا حضور احمد صاحب رفقاء سمیت اٹھے۔ چادر کی گرد جھاڑی اور واپس چل پڑے۔ راستہ میں فرمایا کہ یہ مولوی صاحب تو خوب آدمی ہیں۔ اپنا عقیدہ بھی بیان کیا لیکن کہیں اعتراض کے لئے جھول نہیں آنے دیا۔ موصوف کی رائے مولانا دوست محمد مدنیؒ کے متعلق سن کر: ''والفضل ماشهدت به الا عداء ۔'' کا نقشہ آنکھوں میں گھومنے لگا۔ اس زمانہ میں خانیوال ملتان کی تحصیل تھی۔ تب پورے ضلع میں کوئی قابل ذکر جلسہ آپ کی تقریر کے بغیر نہ ہوتا۔

خانیوال سے ۱۹۶۲ء میں نواب شاہ سندھ منتقل ہوگئے۔ ریلوے اسٹیشن نواب شاہ کے قریب مسجد کبیر کی بنیاد رکھی۔ فلک بوس' خوبصورت اور دیدہ زیب مسجد بنائی۔ اس کے عقب میں ملحقہ رہائش کے لئے مکان بنایا اور اسی سے آپ کا جنازہ اٹھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۷۸ سال تھی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے آپ کو عشق تھا۔ قاسم العلوم ملتان کے سنگ بنیاد کے لئے جب حضرت مدنیؒ تشریف لائے تو حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ ہمراہ تھے۔ مولانا دوست محمدؒ نے جمعیت علمائے ہند' مجلس احرار اسلام اور جمعیت علمائے اسلام میں سرفروشانہ کام کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب پر جان چھڑکتے تھے۔

سندھ میں قیام کے دوران قادیانی فتنہ کے اثرات دیکھے تو ان کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ ہر سال اپنی مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس بڑے اہتمام سے منعقد کراتے۔ ایک کانفرنس پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے تو حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ نے بڑے اہتمام کے ساتھ گھر سے ایک بکس منگوایا۔ اس میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی ٹوپی و دیگر تبرکات تھے۔ ان کی زیارت کرائی۔ جناب نگر و ملتان کی ختم نبوت کانفرنسوں میں متعدد بار شرکت فرمائی۔ غرض حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ نے بھرپور زندگی گزاری۔ تین صاحبزادے اور دو بیٹیاں آپ کے پسماندگان میں شامل ہیں۔ تینوں بیٹے حافظ و قاری و عالم ہیں۔ مولانا محمد ارشد مدنی' مولانا اسجد مدنی اور محمد امجد مدنی۔ تینوں دین کی خدمت تعلیم و تعلم' درس و تدریس' امامت و خطابت سے ترویج اسلام کے لئے ساعی ہیں جو یقیناً حضرت مولانا مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ کے حامی و ناصر ہوں۔

مولانا اللہ وسایا

زندہ باد... حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ!

۱۳/جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات عصر کے قریب مدینہ منورہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ فتح پور کمال ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان کے رہائشی تھے۔ بلوچ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ کم عمری میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا غلام محمد صاحب آپ کے بہنوئی ہیں۔ انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا منظور احمد نعمانی سے ابتدائی کتب مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر میں پڑھیں۔ انتہائی کتب اور دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالستار، حضرت مولانا محمد صدیق جالندھری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ دورہ حدیث کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے رد قادیانیت پر کورس کیا۔ مدرسہ احیاء العلوم چنیوٹ میں تدریس کی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لئے چنیوٹ اور گردونواح میں شب وروز ایک کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی ایک جماعت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب میانویؒ کی سرپرستی میں چالیس روزہ تربیتی کلاس میں شرکت کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گئی۔ اس میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ بھی شریک تھے۔ تب عائشہ باوانی کالج کراچی کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوگئے۔ امامت، خطبہ جمعہ اور درس کے علاوہ باقی وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے شعبہ تبلیغ کو دینے لگے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی سرپرستی نے آپ کو کندن بنادیا۔ کراچی دفتر، ہفت روزہ ختم نبوت اور مسجد باب الرحمت کی تعمیر وتوسیع کے لئے آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر شب وروز کام کیا۔ بیرون ممالک میں تبلیغ اسلام، تحفظ ختم نبوت کی ترویج واشاعت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے متعدد اسفار ہوئے۔ افریقہ، امریکہ، عرب امارات اور یورپ میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے جس جانفشانی سے کام کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا وہ سنہری باب ہے۔

۱۹۸۴ء میں قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا تو آپ نے بھی گویا وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ سٹاک ویل گرین لندن میں دفتر کی خریداری کے لئے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی

گرانقدر محنت و کاوش آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کو عربی' اردو' فارسی' سرائیکی اور پنجابی پر بھرپور عبور حاصل تھا۔ بے تکلف ان زبانوں میں تقریر کے آپ ماہر تھے۔ قادیانیت کی جملہ کتب پر آپ کو مکمل دسترس تھی۔ انگریزی میں بھی گزارہ کر لیتے تھے۔ عرصہ تک یورپ کے کلیساؤں میں ختم نبوت کے ترانے بلند کئے۔ قادیانیوں سے مناظرہ کرنا اور قادیانی مسلمات سے ان کو چاروں شانے چت کرنا حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بیسیوں قادیانیوں سے مناظرے کئے۔ جہاں گئے فتح نے آپ کے قدم چومے۔ سینکڑوں قادیانیوں نے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بڑے منکسر المزاج عالم دین تھے۔ اکابر و اصاغر کی خدمت' مہمان نوازی اور ان کی اسائش کا خیال رکھنا حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے معمولات زندگی قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے ہمیشہ منتظم رہے۔ اس کے لئے ہمیشہ انہوں نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ سٹیج کو سنبھالنا' مہمانوں کا استقبال' پارکنگ' قراردادوں کی ترتیب' بیان' سوال و جواب کی محفل' امامت' لٹریچر کی تقسیم غرض جس کام میں ضرورت دیکھتے یا ڈیوٹی لگ جاتی اس کو خوب نبھاتے۔ انکساری و تواضع حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بڑے ہی محنتی عالم دین تھے۔ آپ کی زندگی میں آرام نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ چلتے چلتے جو آرام ہو گیا سو ہو گیا۔ کام کرتے کرتے سوتے تھے اور اٹھتے ہی کام پر لگ جاتے تھے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی زندگی کمپیوٹرائز زندگی تھی: جو بیں گھنٹوں میں وہ اپنے آپ کو مصروف رکھتے تھے۔ مسجد کی خدمت سے خطابت تک' بچوں کو پڑھانے سے بیعت کرنے تک تمام کاموں میں فٹ تھے۔

حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ لندن میں قیام کے دوران پہلے مجلس کے دفتر کے انچارج رہے۔ پھر مسجد میں گئے تو ہر روز دفتر آنا معمول رہا۔ اب بھی مجلس لندن کے تمام کاموں میں برابر شامل تھے۔ وہ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ جیسے محنتی' مخلص اور بے نفس عالم دین کم ہی دیکھنے میں ملیں گے۔ ختم نبوت کے کاز کے لئے پورے یورپ میں کوئی شخص حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کو بلاتا تو آپ کو حاضر پاتا۔ آپ کے وجود سے قادیانیت کا ناطقہ بند تھا۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی مخلصانہ مساعی نے آپ کو ہر دلعزیز عالم دین بنا دیا تھا۔ لڑائی نام کی کوئی چیز آپ کے ہاں نہ تھی۔ سب حلقوں میں آپ کو احترام و توقیر کا مقام حاصل تھا۔ بڑے فیاض طبع تھے۔ جو کمایا وہ مودۃ قربا یا دین کی ترویج و اشاعت میں لگا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کی۔ لیکن اولاد نہ ہوئی۔ تاہم آپ کی طبیعت پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔ آپ اپنی سرگرمیوں میں مگن اور راضی بہ تقدیر تھے۔

کئی مضامین آپ کے قلم سے نکلے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے خطبات پر مشتمل کئی پمفلٹ شائع

ہوئے۔ تصنیفی خدمات علاوہ ازیں ہیں۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ کسی بھی مقرر کی تقریر ہوتی شاگرد کی طرح ان کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے نکات قلمبند کرتے۔ مستقل نوٹ بک جیب میں رکھتے۔ جہاں سے کوئی کام کی بات ملتی نوٹ کر لیتے۔

بڑی صالح طبیعت پائی تھی۔ ملنساری میں اپنی مثال آپ تھے۔ جس سے ایک بار ملنا ہوتا وہ زندگی بھر آپ کے گن گاتا۔ عابد و زاہد انسان تھے۔ سنن و نوافل' تلاوت و عبادات' ذکر و فکر ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ جس مسجد میں امام تھے وہاں عربوں کی اکثریت ہے۔ چنانچہ آپ خطبہ جمعہ' عربی' انگلش اور اردو تینوں زبانوں میں دیتے تھے۔ یوں عربوں و عجمیوں کے لئے آپ پل بن گئے تھے۔ تصوف میں قدم رکھا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور حضرت مولانا محمد فاروق سکھرویؒ سے خلافت کے مستحق پائے۔ ہزاروں آپ کے مرید ہوں گے۔ لیکن ان تمام مریدوں کے حلقہ کو حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے دین اور عقیدہ ختم نبوت کی ترویج کے لئے جوڑا۔ محنت اور کام کرنے کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ڈرائیوری سیکھی۔ گاڑی خود ڈرائیو کرتے اور یوں ہفتہ کے آخری دنوں میں تبلیغ کے لئے برطانیہ کے مختلف شہروں میں نکل جاتے۔ پانچوں نمازوں میں پانچ شہروں میں بیانات کر لیتے تھے۔ دو دنوں میں دس شہروں سے رابطہ ہو جاتا۔

کیا بتائیں کہ زندگی بھر انہوں نے کس طرح اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کئے رکھا۔ سال میں دو بار عمرہ اور ہر سال حج کرنا آپ کے معمولات بن گئے تھے۔ بسا اوقات آپ اپنے نمازیوں میں سے پانچ دس ساتھیوں کو ساتھ لیجاتے۔ وہ آپ کی رفاقت سے حج و عمرہ کے صحیح معمولات سے نفع حاصل کرتے۔ غرض یورپ و عرب جہاں گئے خدمت خلق و ترویج اسلام کو حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے معمول بنائے رکھا۔ گزشتہ سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لائے۔ جمعہ کے بعد بڑی اہمیت سے آپ کا بیان ہوا۔ آپ کے علم و فضل کے چرچوں اور آپ کی مناظرانہ آن و حجے سے یورپ گونجتا رہا۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی للکار حق نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ' حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت کے بعد اب حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کا سانحہ وصال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک بڑا خلاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر کریم ان حضرات کے خلاء کو پر کرنے کا غیب سے بندوبست فرمائیں۔ وماذالك على الله بعزيز!

اس سال حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ اپنی اہلیہ کے ساتھ حسب معمول حج کے لئے گئے۔ مدینہ طیبہ میں اچانک وصال فرمایا۔ جمعرات شام وصال ہوا۔ اگلے روز بعد از جمعہ مسجد نبوی میں لاکھوں انسانوں نے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے جنازہ میں شرکت کی۔ جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔ یہ مصرعہ بارہا سنا کہ:

''تعریف وتوصیف'' دونوں مقامات پر اس کے استعمال کو بھی دنیا جانتی ہے۔ لیکن ذرا توجہ فرمائیے کہ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ زندگی بھر جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہے صاحب ختم نبوتﷺ کے شہر مدینہ منورہ کی فضاؤں میں اعمال حج کی بجاآوری کے لئے پہنچے۔ تقدیر کے فرشتہ نے سلام کیا۔ اس پاک ماحول میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے جان مالک حق کو لوٹا دی۔ زہے نصیب جنت البقیع میں تدفین۔ کیا حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ سے بڑھ کر اس شعر کا اور صحیح مصداق ہوسکتا ہے؟۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ دنیا میں چلتے پھرتے جنتی انسان تھے۔ مقدر کے دھنی تھے۔ عجم سے اٹھے یورپ پر چھائے اور عرب میں آسودہ خاک ہوگئے۔ ''عاش سعیداً ومات سعیداً'' سعادت مند کا مقدر ہی سعادت مندی تھی۔ مدتوں حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کا تذکرہ رہے گا۔ زندگی ہو تو آپ جیسی اور موت ہو تو آپ کی موت جیسی۔ عمر بصد مشکل پینتالیس پچاس سال ہوگی۔ لیکن کام صدیوں کا کرگئے اور صدیوں ہی آپ آنے والی نسل کے یاد کرنے کے قابل انسان تھے۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے حامی وناصر ہوں۔ مقدر دیکھو کل قیامت کے دن وہ صاحب ختم نبوتﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ سے اٹھنے والے گروہ سعید میں شامل ہوں گے۔ زندہ باد حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ!!!

بقیہ: سیدنا حسینؓ

مسئلہ دین کی قدروں کے تحفظ کا تھا۔ اس لئے حضرت حسینؓ نے اپنے تحفظ اور بقاء کی پرواہ نہ کی۔ دنیا کی نظروں میں حضرت حسینؓ نے سب کچھ لٹادیا۔ لیکن خدا کی نظروں میں حضرت حسینؓ نے سب کچھ پایا۔ اسی کا نام حسینیت ہے اور یہی نواسہ رسولﷺ کا درس ہے کہ خاندان تہہ تیغ ہوتا ہے تو ہوجائے۔ اولاد کٹتی ہے تو کٹ جائے۔ گھر بار چھٹتا ہے تو چھوٹ جائے۔ رنج والم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹ جائیں۔ آزمائش وابتلا کی آندھیاں چلتی ہیں تو چل جائیں۔ جان جاتی ہے تو جائے۔ لیکن نبی کا دین باقی رہ جائے:

ستم شعار تو دنیا سے مٹ گئے لیکن
جبین دہر سے یاد امام باقی ہے

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج یقیناً بہترین عبادتیں ہیں۔ لیکن ناموس دین کی حفاظت کے لئے جان دینا بھی عبادت ہے۔ عبادت کے جذبہ کو متعارف اور روشناس کرانے کے لئے حضرت حسینؓ نے نہ صرف اپنی بلکہ اپنے اہل وعیال کی بیش بہا قربانی کا نذرانہ پیش کیا۔ تاکہ امت مصطفیٰﷺ کے لئے قربانی کی روشن مثال قائم ہوسکے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو دین کی سربلندی اور اس کے تحفظ کے لئے جذبہ حسینی عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا

حضرت قاری صفات محمد عثمانی کا سفر آخرت!

مرکزی جامع مسجد سٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور کے خطیب وامام حضرت مولانا قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ ۱۲/جنوری ۲۰۰۵ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

جناب حافظ مشتاق محمد عثمانی صاحبؒ پانی پت کرنال کے نمبردار تھے۔ ان کے ہاں ۱۹۱۹ء میں قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ کی پیدائش ہوئی۔ پاکستان کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان مرحوم اور قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ کا ابائی گاؤں ایک تھا۔ قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ کے جد اعلیٰ برصغیر کے معروف بزرگ شیخ جلال الدینؒ کبیر الاولیاء تھے۔ جو حضرت شکر گنج بابا فرید الدینؒ کے خلیفہ مجاز اور بدعلی قلندر کے فیض یافتہ تھے۔ قاری صفات محمد عثمانیؒ نے برصغیر کے معروف شیخ القرآن حضرت قاری فتح محمدؒ پانی پتی کے ہاں پانی پت میں قرآن مجید حفظ کیا۔ قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ ان کے لاڈلے شاگرد تھے۔ قاری صفات ؒشیخ القرآن حضرت قاری رحیم بخشؒ پانی پتی کے تقریباً ہمدرس ساتھی تھے۔

اس زمانہ میں لکھنؤ میں مدرسہ فرقانیہ کے مہتمم حضرت حافظ احمدؒ تھے۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں استاذ زمانہ قاری عبدالمالک علیگڑھیؒ کے ہاں آپ نے قرأت عشرہ کی تعلیم مکمل کی۔ حضرت مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی نے مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل میں قائم کیا تھا۔ جسے مجلس مؤید العلم چلاتی تھی۔ اس مدرسہ میں قاری صفات محمد صاحبؒ نے ۱۹۶۴ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ آپ نے فاضل عربی فاضل فارسی لکھنؤ یونیورسٹی سے کیا۔ فرنگی محل میں تعلیم کے دوران آپ ایک مسجد میں امامت کراتے تھے۔ اس مسجد میں متعینہ امام تنخواہ لیتے تھے اور قاری صفات محمد صاحبؒ فی سبیل اللہ امامت کراتے تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آنولا میں حفظ کے مدرسہ کے تقریباً سات سال تک مہتمم ومدرس رہے۔ تدریس کے زمانہ میں اللہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۴۴ء میں فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔

پاکستان بننے سے قبل آپ کے بھائی قاری مشتاق محمد عثمانی ریاست بہاول پور میں انہار کے محکمہ میں ملازم تھے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر آپ کا پورا خاندان بہاول پور فرید گیٹ میں منتقل ہوگیا۔ لیکن خود قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ آنولا میں تدریس کرتے اور مدرسہ کا اہتمام چلاتے رہے۔ پانی پت میں معروف عالم دین حضرت مولانا لقاء اللہؒ پانی پتی تھے۔ حضرت مولانا لقاء اللہؒ پانی پتی کے صاحبزادے حضرت مولانا الیف اللہ پانی پتی پاکستان بننے کے بعد سرگودھا آگئے۔ لیکن پانی پت کے باقیماندہ مسلمانوں' مساجد ومدارس کی نگرانی کے لئے حضرت مولانا

لقاء اللہؒ پانی پتی نے پانی پت میں قیام کو ترجیح دی۔ ہزاروں کمزور مسلمانوں کو واپس دائرہ اسلام میں لائے اور ہزاروں کو سہارا دیا۔

۱۹۴۷ء کے رمضان شریف میں آپ نے آنولا مدرسہ سے قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ کو پانی پت بلا بھیجا کہ آپ آکر اپنے والد کی مسجد میں نماز تراویح پڑھائیں۔ قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ نے لیت ولعل کیا تو حضرت مولانا لقاء اللہؒ نے پیغام بھیجا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ تقسیم کے باعث فسادات کے ڈر سے پانی پت نہیں آرہے۔ آپ آجائیں۔ اسٹیشن سے آپ کے والد کے سکھ ملازم آپ کو وصول کر کے عافیت سے میرے ہاں لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ آپ نے اس سال تراویح میں قرآن مجید سنایا۔ صرف حضرت مولانا لقاء اللہ اور ان کے ملازم دو شخص مقتدی تھے۔ لیکن اگلے سال ۱۹۴۸ء کی تراویح میں پوری مسجد نمازیوں سے بھر جاتی تھی۔ قاری صفات محمد عثمانی صاحبؒ کا قرآن مجید پختہ تھا۔ ایک رکعت میں بارہ پارہ تلاوت کر لیتے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں خاندان کے اصرار پر آنولا (کرنال پانی پت) سے ہجرت کر کے بہاول پور آگئے۔

۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ۱۹۵۵ء میں بہاول پور سے او ٹی کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول یزمان میں ۳۲ سال مسلسل پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ فرید گیٹ اور پھر چاہ فتح خان میں رہائش رہی۔ سٹلائٹ ٹاؤن مسجد الخلیل میں امامت وخطابت کی۔ پھر سٹلائٹ ٹاؤن مرکزی جامع مسجد میں عرصہ اٹھارہ سال سے امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور وصال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

قاری صفات محمد صاحبؒ گھر پر بغیر بورڈ لگائے اور بغیر نام رکھے فی سبیل اللہ بچوں کو حفظ کراتے اور سند دیتے رہے۔ کئی نوجوانوں نے آپ سے حفظ وقرأت کی تعلیم حاصل کی۔ بہت مخلص اور صالح بزرگ تھے۔ تلاوت میں حد درجہ جاذبیت ہوتی تھی۔ چمکتے دمکتے موتیوں کی طرح ادائیگی حروف سے تلاوت آپ کا معمول تھا۔ دعا کرتے تو معلوم ہوتا کہ آپ کا کلیجہ پگھل پگھل کر رب کریم کے حضور سراپا عجز ونیاز بن رہا ہے۔ قاری صفات محمد صاحبؒ نے تقریباً پچاسی سال عمر پائی۔ آخری عمر میں تلاوت اور عبادت آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ معمولی بیمار رہے۔ لیکن معمولات ترک نہیں ہوئے۔ وفات سے کچھ دیر قبل جس کمرہ میں استراحت فرماتے تھے اس کا دروازہ کھلوا دیا۔ بچیوں اور مستورات کو کمرہ خالی کرنے کا فرمایا کہ دیکھو وہ مجھے لینے کے لئے آگئے ہیں۔ دروازہ کھول دو۔ کمرہ خالی کر دو۔ گھر والوں نے اس پر عمل کیا۔ بظاہر کوئی شخص نہ آیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد گھر والوں نے آکر دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

پیر ۱۷/جنوری کو جنازہ ہوا۔ قابل رشک اجتماع تھا۔ اسی روز آسودہ خاک ہوئے۔ طاب اللہ ثراہ وجعل اللہ الجنة مثواہ۔ آمین!

ادارہ!

تبصرہ کیلئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!

تذکرہ و تبصرہ!

ھدایۃ الحیران فی جواھر القرآن: تالیف: حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ:

صفحات: ۵۷۵: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں سے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ نے دورہ تفسیر پڑھا۔ آپ کے علوم و تفسیری فیوضات پر مشتمل حضرت شیخ القرآنؒ نے تفسیر مرتب کی۔ جس کا نام ''جواہر القرآن'' ہے۔ جواہر القرآن پر شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ نے ناقدانہ تبصرہ کیا۔ اس کا نام ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن ہے۔ اس کتاب پر ناقدانہ تبصرہ اقامۃ البرہان کے نام سے حضرت شیخ القرآنؒ کے حلقہ نے شائع کیا۔ اس کا جواب توضیح البرہان لمافی ہدایۃ الحیران کے نام سے حضرت مولانا عبدالقدوس ترمذی مدظلہ نے تحریر کیا۔ ہدایۃ الحیران پر اپنے زمانہ کے جید علمائے کرام اور وقیع رسائل نے ریویو تحریر کئے۔ یہ کتاب پہلے شائع ہوئی۔ اب اسے کمپیوٹر پر شائع کیا گیا ہے۔ توضیح البرہان اور حضرت مفتی عبدالشکور ترمذیؒ کے حالات زندگی' تصانیف' جامع تذکرہ سمیت اسے یکجا شائع کیا گیا ہے۔ بہت ہی جامع مانع فہرست شامل ہے۔ گوناں گوں خوبیوں کا مرقع پر مشتمل یہ خوبصورت کتاب ہے۔ طباعت و اشاعت کی تمام خوبیوں کی آئینہ دار ہے۔ امید ہے کہ اس ذوق کے حضرات قدر دانی کریں گے۔

سوانح شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ: تالیف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی:

صفحات: ۷۰۲: قیمت: ۲۰۰ روپے: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد۔

پاکستان کے معروف فعال عالم دین و بزرگ رہنما حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی تازہ علمی کاوش پر مشتمل یہ کتاب سامنے آئی ہے۔ اس کے سترہ ابواب ہیں: ۱...... سلسلہ نسب' ابتدائی تعلیم اساتذہ۔ ۲...... احترام اساتذہ و حضرت شیخ الہندؒ سے عشق۔ ۳...... جانشین شیخ الہندؒ۔ ۴...... سیرت و کردار۔ ۵...... انداز تدریس' خدمت حدیث۔ ۶...... خوف خدا' تقویٰ و مہمانداری۔ ۷...... عبادت و ریاضت۔ ۸...... عشق رسالت مآب۔ ۹...... بے نفسی و تواضع' عفو و کرم۔ ۱۰...... تصوف میں آپ کا مقام محبوبیت۔ ۱۱...... وعظ' ارشادات و ملفوظات۔ ۱۲...... رویائے

صالح و کرامات۔۱۳...... ذوق شعر وادب و پسندیدہ اشعار۔۱۴ ...... مکتوبات۔۱۵...... لطائف و ظرائف۔۱۶...... سفر آخرت۔۱۷...... متفرقات۔ ان سترہ ابواب میں بلا مبالغہ ہزاروں صفحات کا خلاصہ و نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے۔ حضرت مدنیؒ کی سیرت و سوانح پر بیسیوں کتابیں شائع ہوئیں۔ ان سب سے حسین گلدستہ تیار کر کے ہمارے ممدوح مولف نے اسے کتاب کی شکل میں تیار کر کے مدنی برادری پر احسان عظیم کیا ہے۔

ماہنامہ القاسم کا حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نمبر: زیر سرپرستی: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی:

صفحات: ۲۲۸: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد۔

یوں تو تاریخ انسانیت بہت نامور شخصیات سے مرقعہ اور مسجہ ہے۔ مگر ان نامور شخصیات میں کچھ ایسی نابغہ روزگار ہستیاں ہوتی ہیں جنہیں زندہ و جاوید رکھنا وقت سے انصاف کرنا ہوتا ہے۔ جن کی مساعی جمیلہ' حسن انتظام اور جن کی سیاسی اور ثقافتی' اخلاقی و تمدنی زندگی بہت سارے لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سبب بنتی ہے۔ انہی شخصیات میں سے ایک نہایت عظیم شخصیت فقیہ ہند' جمیعت علمائے ہند کے پہلے صدر مفتی اعظم' عارف باللہ' سیاسی میدان کے شاہسوار حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی شخصیت ہے۔ یہ وہ نام ہے جو کبھی بھولے سے نہیں بھلایا جا سکتا ہے۔ علمی' عملی' جہادی اور سیاسی غرضیکہ ہر میدان کارزار میں برسرپیکار ہونے والے ان کی سابقہ زندگی سے شمعیں روشن کرتے ہیں۔ دل کی بستی کو حیات بخشتے ہیں۔ ان کی زندگی سے متعلق مواد بہت سے رسائل میں شائع ہوا۔ الجمیعہ دہلی کی خصوصی اشاعت میں کئی ایک مضامین شائع ہوئے۔ اب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی سرپرستی میں نئی ترتیب' حسن بصیرت کے ساتھ اس کو ماہنامہ القاسم کی خصوصی اشاعت بنایا گیا ہے۔ رب کریم عوام و خواص کے لئے اس نمبر کو مفید بنائے اور محنت کنندگان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مقصد حیات اور نسخہ کیمیا: مرتب: جناب حافظ عبدالرزاق: افادات: حضرت مولانا منور حسین سورتی:

صفحات: ۳۶: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد۔

زندگی رب کریم کی عنایت کردہ بہت بڑی نعمت ہے اور پھر اس کا حق ادا کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ انسان رب کریم کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے تو یہ اور بڑی نعمت ہے۔ زیر نظر رسالہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن اپنے اندر ایسی نورانیت رکھتا ہے کہ جو اس کو پڑھے تو اس کو سکون اور چین نصیب ہو۔ ایسے رسائل جو انسان کی زندگی میں انقلاب لاتے ہیں زیر مطالعہ ضرور رکھنے چاہئیں۔ یہ ادارہ کی اچھی کوشش ہے۔

تفصیل رسائل وکتب مشمولہ جلد ہائے احتساب قادیانیت!

احتساب قادیانیت جلد (۱)

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

۱......ترک مرزائیت۔ ۲......ختم نبوت اور بزرگان امت۔ ۳......حضرت مسیح علیہ السلام مرزا کی نظر میں۔ ۴......حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا قادیانی۔ ۵......مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں۔ ۶......سیرت مرزا قادیانی۔ ۷......عجائبات مرزا۔ ۸......حمل مرزا۔ ۹......آخری فیصلہ۔ ۱۰......بکروشیب۔ ۱۱......وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں عرضداشت۔ ۱۲......حمودالرحمٰن کمیشن میں بیان۔ ۱۳......مسلمانوں کی نسبت قادیانی عقیدہ۔ ۱۴......انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی۔

احتساب قادیانیت جلد (۲)

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

۱۵/۱......مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام (ختم نبوت)۔ ۱۶/۲......شرائط نبوت۔ ۱۷/۳......حضرات صوفیائے کرام اور حضرت نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان وافتراء۔ ۱۸/۴......الاعلام بمعنی الکشف والوحی والالہام۔ ۱۹/۵......کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ المعروف حیات عیسیٰ علیہ السلام! ۲۰/۶......القول المحکم فی نزول ابن مریم علیہ السلام! ۲۱/۷......لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام! ۲۲/۸......اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف۔ ۲۳/۹......دعاوی مرزا۔ ۲۴/۱۰......احسن البیان فی تحقیق مسئلۃ الکفر والایمان۔

احتساب قادیانیت جلد (۳)

مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

۲۵/۱......مراق مرزا۔ ۲۶/۲......مرزائیت کی تردید بطرز جدید۔ ۲۷/۳......حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں۔ ۲۸/۴......عمر مرزا۔ ۲۹/۵......بشارت احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۳۰/۶......مرزا قادیانی نبی نہ (ایک مناظرہ)۔ ۳۱/۷......

نزول مسیح علیہ السلام! ۳۲/۸…… حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ۔ ۳۳/۹…… معجزہ اور مسمریزم میں فرق۔ ۳۴/۱۰…… حضرت مسیح علیہ السلام کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا۔ ۳۵/۱۱…… مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں۔ ۳۶/۱۲…… سنت اللہ کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ۔ ۳۷/۱۳…… مرزا قادیانی کی کہانی مرزا اور مرزائیوں کی زبانی۔ ۳۸/۱۴…… مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی۔ ۳۹/۱۵…… عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور آمد ثانی' ابن تیمیہؒ کی زبانی' مرزا کی کذب بیانی۔ ۴۰/۱۶…… مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان۔ ۴۱/۱۷…… اختلافات مرزا۔ ۴۲/۱۸…… سلسلہ بہائیہ وفرقہ مرزائیہ۔ ۴۳/۱۹…… انجیل برناباس اور حیات مسیح علیہ السلام! ۴۴/۲۰…… مرزائیت میں یہودیت ونصرانیت۔

احتساب قادیانیت جلد (۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

(حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ)

۴۵/۱…… دعوت حفظ ایمان نمبر۱۔ ۴۶/۲…… دعوت حفظ ایمان نمبر۲۔ ۴۷/۳…… بیان مقدمہ بہاولپور۔

(حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)

۴۸/۱…… الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی۔ ۴۹/۲…… قائد قادیان

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

۵۰/۱…… الشہاب لرجم الخاطف المرتاب۔ ۵۱/۲…… صدائے ایمان

(حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ)

۵۲/۱…… نزول عیسیٰ علیہ السلام! ۵۳/۲…… ختم نبوت۔ ۵۴/۳…… سیدنا مہدی علیہ الرضوان۔ ۵۵/۴…… دجال اکبر۔ ۵۶/۵…… نور ایمان۔ ۵۷/۶…… الجواب الفصیح لمنکرحیات المسیح علیہ السلام! ۵۸/۷…… مصباح العلّیہ لمحوالنبوّۃ الظلّیہ! ۵۹/۸…… الجواب الحفی فی آیت التوفی! ۶۰/۹ انجاز الوفی فی

آیت التوفی!۱۰/۶۱......آواز حق!

احتساب قادیانیت جلد(۵)

پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

۱/۶۲......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۔۲/۶۳......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۔۳/۶۴......صحیفہ رحمانیہ نمبر۳۔۴/۶۵......صحیفہ رحمانیہ نمبر۴۔از: مولانا عبدالعزیزؒ و مولانا عبدالوحیدؒ!۔۱/۶۶......صحیفہ رحمانیہ نمبر۵۔از پروفیسر سید انور حسینؒ!۱/۶۷......صحیفہ رحمانیہ نمبر۶/مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت۔ ۲/۶۸......صحیفہ رحمانیہ نمبر۷/دعوت نبوت مرزا۔۳/۶۹......صحیفہ رحمانیہ نمبر۸/عبرت خیز۔ ۴/۷۰......صحیفہ رحمانیہ نمبر۹۔از مولانا سید محمد علی مونگیرویؒ۔۱/۷۱......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰۔۲/۷۲......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۱/نمونہ القائے قادیانی۔۳/۷۳......صحیفہ رحمانیہ۱۲/از مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیرویؒ۔۱/۷۴......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۳ از خواجہ غلام الثقلینؒ۔ ۱/۷۵......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴/ اسلامی چیلنج/از مولانا عبدالغفار خانؒ مولانا لکھنویؒ۔ ۴/۷۶......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۵/از مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیرویؒ۔۱/۷۷......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۶/مرزائی نبوت کا خاتمہ/از مولانا سید محمد انور حسینؒ۔ ۱/۷۸......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۷/النبوت فی الاسلام کے نو جواب اور مرزا کے جھوٹ۔ ۲/۷۹......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۸/چیلنج محمدیہ وصولت فاروقیہ۔۳/۸۰......صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۹/چشمہ ہدایت کی صداقت اور مسیح قادیانی کی واقعی حالت۔۴/۸۱......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۰۔۵/۸۲......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۱/خاتم النبیین۔۶/۸۳......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۲۔۷/۸۴......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۳۔۸/۸۵......صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۴/از مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ۔

احتساب قادیانیت جلد(۶)

حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

۱/۸۶......غایت المرام۔۲/۸۷......تائید الاسلام۔۳/۸۸......مرزا قادیانی اور نبوت

(جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)

۱/۸۹......ختم نبوت۔۲/۹۰......شناخت مجدد

احتساب قادیانیت جلد(۷)

پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

۱/۹۱......فیصلہ آسمانی حصہ اول بمعہ تتمہ۔۲/۹۲......فیصلہ آسمانی حصہ دوم۔۳/۹۳......فیصلہ آسمانی حصہ سوم۔

۹۴/۴......دوسری شہادت آسمانی۔ ۹۵/۵......تزیہہ ربانی از تکویث قادیانی۔ ۹۶/۶......معیار صداقت۔ ۹۷/۷......حقیقت المسیح۔ ۹۸/۸......معیار المسیح۔ ۹۹/۹......ہدیہ عثمانیہ وصحیفہ انواریہ۔ ۱۰۰/۱۰......حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ۔

احتساب قادینیت جلد (۸)

فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

۱۰۱/۱...... الہامات مرزا۔ ۱۰۲/۲......ہفوات مرزا۔ ۱۰۳/۳......صحیفہ محبوبیہ۔ ۱۰۴/۴......فاتح قادیان۔ ۱۰۵/۵......آفتہ اللہ۔ ۱۰۶/۶......فتح ربانی در مباحثہ قادیانی۔ ۱۰۷/۷......عقائد مرزا۔ ۱۰۸/۸......مرقع قادیانی۔ ۱۰۹/۹......چیستان مرزا۔ ۱۱۰/۱۰......زار قادیان۔ ۱۱۱/۱۱......فتح نکاح مرزائیاں۔ ۱۱۲/۱۲......نکاح مرزا۔ ۱۱۳/۱۳......تاریخ مرزا۔ ۱۱۴/۱۴......شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان۔ ۱۱۵/۱۵......لیکھرام اور مرزا۔ ۱۱۶/۱۶......ثنائی پاکٹ بک۔

احتساب قادیانیت جلد (۹)

فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

۱۱۷/۱۷......قادیانی مباحثہ دکن۔ ۱۱۸/۱۸......شہادات مرزا۔ ۱۱۹/۱۹......نکات مرزا۔ ۱۲۰/۲۰......ہندوستان کے دوریفارمر۔ ۱۲۱/۲۱......محمد قادیانی۔ ۱۲۲/۲۲......قادیانی حلف کی حقیقت۔ ۱۲۳/۲۳......تعلیمات مرزا۔ ۱۲۴/۲۴......فیصلہ مرزا۔ ۱۲۵/۲۵......تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔ ۱۲۶/۲۶......علم کلام مرزا۔ ۱۲۷/۲۷......عجائبات مرزا۔ ۱۲۸/۲۸......ناقابل مصنف مرزا۔ ۱۲۹/۲۹......بہاء اللہ اور مرزا۔ ۱۳۰/۳۰......اباطیل مرزا۔ ۱۳۱/۳۱......مکالمہ احمدیہ۔ ۱۳۲/۳۲......بطش قدیر برقادیانی تفسیر۔ ۱۳۳/۳۳......محمود مصلح موعود۔ ۱۳۴/۳۴......تحفہ احمدیہ

احتساب قادیانیت جلد (۱۰)

حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

۱۳۵/۱......صحیفة الحق (الملقب) بمباهلة الحق !۔ ۱۳۶/۲......تحقیق الکفر والایمان!۔

۳/۱۳۷......فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ۔۴/۱۳۸......مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج۔۵/۱۳۹......مرزائیت کا خاتمہ۔۶/۱۴۰......مرزائیت کا جنازہ بے گوروکفن۔۷/۱۴۱......ہندوستان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج۔۸/۱۴۲......مرزا اور مرزائیوں کو دربار نبوت سے چیلنج۔۹/۱۴۳......زلـزلة السـاعة! قادیان میں قیامت خیز بھونچال۔۱۰/۱۴۴......اول السبعین علی الواحد من الثلاثین!۔۱۱/۱۴۵......سبعین کا ثانی نمبر۔۱۲/۱۴۶......رفع العجاج عن طریق المعراج!۔۱۳/۱۴۷......اشد العذاب علی مسلیمة الفنجاب! یعنی دین مرزا کفر خالص۔۱۴/۱۴۸......حلیة اهل النار!۔۱۵/۱۴۹......الابطال الاستدلال الدجال تعلیم الخبیر فی حدیث ابن کثیر!۔۱۶/۱۵۰......الابطال الاستدلال الدجال حصہ دوم(دفع المکائد عن حدیث اتخذو قبور انبیاء هم)۔۱۷/۱۵۱......البیان الاتقن!۔

(محقق اسلام حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ)

۱/۱۵۲......رجم الشیاطین براغلوطات البراهین!۔
۲/۱۵۳......فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی

احتساب قادیانیت جلد (۱۱)

جناب بابو پیر بخش صاحب لاہوریؒ

۱/۱۵۴......معیار عقائد قادیانی۔۲/۱۵۵......بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی۔۳/۱۵۶......کرشن قادیانی۔۴/۱۵۷......مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی۔۵/۱۵۸......تفریق درمیان اولیائے امت اور کاذب مدعیان نبوت ورسالت۔۶/۱۵۹......اظہار صداقت (کھلی چٹھی بنام محمد علی وخواجہ کمال الدین لاہوری)۔۷/۱۶۰......تحقیق صحیح فی قبر مسیح۔۸/۱۶۱......قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر۔۹/۱۶۲......مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟۔

احتساب قادیانیت جلد (۱۲)

جناب بابو پیر بخش صاحب لاہوریؒ

۱۰/۱۶۳......الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح!۔۱۱/۱۶۴......تردید نبوت قادیانی فی

جواب النبوت فی خیر الامت!۔۱۲/۱۶۵……تردید معیار نبوت قادیانی۔

احتساب قادیانیت جلد (۱۳)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

شیخ التفسیر، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ

(مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ)

۱/۱۶۶……طریق السداد فی عقوبة الارتداد !۔۲/۱۶۷……دعاوی مرزا۔۳/۱۶۸……مسیح موعود کی پہچان۔۴/۱۶۹……وصول الافکار الیٰ اصول الاکفار !۔۵/۱۷۰……عالم الاسلام والقادیانیه عداوة القادیانیة للمالک الاسلامیة (عربی) ممالک اسلامیہ سے قادیانیوں کی غداری (اردو)۔۶/۱۷۱……ایمان وکفر قرآن کی روشنی میں۔۷/۱۷۲……البیان الرفیع (بیان در مقدمہ بہاول پور)۔۸/۱۷۳……فتاویٰ جات ردقادیانیت (ماخوذ از فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۲)۔

(مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

۱/۱۷۴……فلسفہ ختم نبوت۔۲/۱۷۵……حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام!

شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ

۱/۱۷۶……مسئلہ ختم نبوت۔۲/۱۷۷……مسئلہ حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام!

احتساب قادیانیت جلد (۱۴)

مبلغ اسلام حضرت مولانا ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے

۱/۱۷۸……توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام!۔۲/۱۷۹……کذبات مرزا۔۳/۱۸۰……برق آسمانی برفرق قادیانی۔۴/۱۸۱……منکوحہ آسمانی۔

مسلمان بچوں کیلئے جسے بڑی عمر کے مرزائی شوق سے پڑھ سکتے ہیں

اشتیاق احمد

کوئی ایک ابدال

مرزا قادیانی نے اپنی ایک کتاب تذکرہ مجموعہ الہامات کے صفحہ 168 پر لکھا ہے کہ:

''تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ بارہا غوث اور وقت قطب کشف کی حالت میں مجھے دکھائے گئے جو میری عظمت پر ایمان لائے ہیں اور لائے ہیں۔''

ابدال اولیا کی جماعت کو کہتے ہیں۔ دنیا اس جماعت یعنی ابدال سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے امام مہدی کے ظہور کے سلسلے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ مکے کے کچھ لوگ انہیں پہچان لیں گے۔ یعنی وہ جان لیں گے کہ وہ امام مہدی ہیں۔ لہذا ان کے پاس آئیں گے۔ انہیں گھر سے نکال کر بیت اللہ میں لے جائیں گے اور حجر اسود کے پاس ان سے بیعت کریں گے۔ جب ان کی خلافت کی خبر پہنچے گی تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوگا۔ لیکن آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس عبرتناک ہلاکت کے بعد شام کے ابدال اور عراق کے ابدال آکر آپ سے بیعت کریں گے۔

یہ ابوداؤد کی حدیث ہے۔ یہاں مختصر لکھی گئی ہے۔ مرزا قادیانی نے دراصل اس حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال مجھ پر ایمان لا چکے ہیں اور ایمان لائیں گے۔

لیکن ہمیں تو اولیا کی ایسی کوئی جماعت قطعاً دور دور تک نظر نہیں آتی جو مرزا قادیانی پر ایمان لائی ہو...... نہ اس کی زندگی میں اور نہ بعد میں...... اگر ایسا ہوتا تو یہ بات چھپی رہنے والی نہیں تھی...... اس بات کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جاتا کہ دیکھئے جناب! مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ اس پر ابدال ایمان لا چکے ہیں اور لائیں گے...... سو یہ ہیں وہ ابدال جو مرزا قادیانی پر ایمان لائے...... لیکن مرزائیوں کی طرف سے ایسا کوئی اعلان آج تک نہیں ہوا...... سو سال گزر چکے ہیں...... کوئی ایک ابدال بھی ایسا نہیں جس نے کہا ہو...... میں مرزا قادیانی پر ایمان لایا ہوں...... ہم مرزائیوں سے چیلنج کرتے ہیں کہ...... وہ اپنے مربیوں سے رابطہ کریں...... اور ان سے پوچھیں کہ...... جناب! وہ شام کے کون سے ابدال ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لا چکے ہیں۔

لیکن وہ ایک نام بھی ثبوت کے ساتھ پیش نہیں کر سکیں گے...... یہ ہمارا اعلان ہے...... مرزائی حضرات سے دردمندانہ درخواست ہے کہ تحقیق کے بعد میدان میں اتریں اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

صدر مملکت.....وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے

- .... قادیانیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں دوسری متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔
- .... ووٹر لسٹوں، پاسپورٹ و شناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ رکھا گیا۔
- .... پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔
- .... ربع صدی سے پاکستان کے تمام حکومتی ادوار میں اس پر عملدر آمد ہوتا رہا۔
- .... موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی سازش سے ووٹر لسٹوں سے حلف نامہ حذف کیا گیا اور پھر اسلامیان پاکستان کے اضطراب و احتجاج کے باعث اسے وفاقی حکومت نے واپس لیا۔
- .... اب پھر حکومتی دوائر میں قادیانی لابی نے شب خون مار کر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرادیا ہے۔
- .... حالانکہ یہ آئینی طور پر طے شدہ مذہبی و قومی مسئلہ تھا۔ جسے اب متنازعہ بنا کر اسلامیان عالم کو اضطراب اور اسلامیان پاکستان کو امتحان میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔
- .... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ جہاں آئینی تقاضہ تھا وہاں اس لئے بھی ضروری تھا کہ قادیانی بوجہ غیر مسلم ہونے کے حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہو سکتے۔ سعودی عرب حرمین شریفین میں قانونی طور پر شاہ فیصل مرحوم کے دور سے ان کا داخلہ بند ہے۔ پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت قادیانی تعداد زیادہ ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث دھوکہ دہی سے وہ مسلمان بن کر حرمین شریفین چلے جاتے تھے اب مذہب کے خانہ کو پاسپورٹ سے حذف کر کے قادیانیوں کی چال اور دھوکہ دہی کو کامیاب بنانیکی حکومتی سطح پر نامناسب کوشش کی گئی ہے۔
- .... صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وزیر داخلہ، قادیانی لابی کی ناز برداری اور پرورش کی روش ترک کر کے پاسپورٹ کے فارم میں حلف نامہ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو حسب سابق فوری بحال کرنے کا آرڈر جاری کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان! فون: 514122

MONTHLY *LAULAK* MULTAN REGD. NO. M-108

پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کیلئے ختم نبوت کانفرنس علماء کنونشن، پریس کانفرنسیں اور مظاہر کا پروگرام

ختم نبوت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کی میٹنگ میں پنجاب کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنسیں، علماء کنونشن، پریس کانفرنسیں اور احتجاجی مظاہرے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کی مرکزی و ضلعی قیادت بھی شرکت کرے گی۔ کراچی میں پچیس کانفرنسوں کا شیڈول تمام جماعتوں کے نمائندگان کی موجودگی میں طے کر کے اعلان کر دیا گیا ہے۔ اندرون سندھ کے تمام اضلاع میں ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام طے کرنے کیلئے 12 فروری کو ٹنڈو آدم میں اندرون سندھ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہے۔ پنجاب کے ضلعی مقامات پر پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کیلئے ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام یہ ہے:

تاریخ	شہر	تاریخ	شہر	تاریخ	شہر
22 فروری 2005ء	بہاولپور	23 فروری 2005ء	رحیم یار خان	24 فروری 2005ء	سکھر
25 فروری 2005ء	لودھراں	25 فروری 2005ء	حاصل پور	25 فروری 2005ء	بہاول نگر
26 فروری 2005ء	ساہیوال	27 فروری 2005ء	اوکاڑہ	28 فروری 2005ء	قصور
1 مارچ 2005ء	شیخوپورہ	2 مارچ 2005ء	گوجرانوالہ	3 مارچ 2005ء	نارووال
4 مارچ 2005ء	گجرات	4 مارچ 2005ء	جہلم	5 مارچ 2005ء	منڈی بہاؤالدین
5 مارچ 2005ء	حافظ آباد	6 مارچ 2005ء	خوشاب	7 مارچ 2005ء	میانوالی
8 مارچ 2005ء	بھکر	9 مارچ 2005ء	لیہ	10 مارچ 2005ء	مظفر گڑھ
11-12 مارچ	ملتان	13 مارچ 2005ء	وہاڑی	14 مارچ 2005ء	پاکپتن
15 مارچ 2005ء	جھنگ	16 مارچ 2005ء	ٹوبہ ٹیک سنگھ	17 مارچ 2005ء	فیصل آباد
18 مارچ 2005ء	خانیوال	19 مارچ 2005ء	ڈیرہ غازیخان	20 مارچ 2005ء	راجن پور
23 مارچ 2005ء	چکوال	24 مارچ 2005ء	اٹک	25 مارچ 2005ء	راولپنڈی

ختم نبوت کانفرنس ملتان انشاءاللہ 11-12 مارچ کو منعقد ہو گی

شعبہ نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

قیمت فی شمارہ -/10 روپے